اسلامی ارکان

مولانا عبدالحلیم نقشبندی

ناشر: بہاء الدین زکریا لائبریری ضلع چکوال

اسلامی ارکان

تالیف

مولانا عبدالحلیم نقشبندی

ناشر

بہاء الدین زکریا لائبریری ضلع چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر: ۸
نام کتاب: اسلامی ارکان
تالیف: مولانا مفتی عبدالحلیم نقشبندی، چکوال
کمپیوٹر کوڈ: AWAL/ARKAAN.INP
کمپوزنگ: نوری کمپوزنگ سنٹر، بصیرپور شریف (اوکاڑا)
اشاعت: دوسری
سال اشاعت: ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء
سرورق: مرکزی مسجد چھونبی کا ایک منظر
ناشر: بہاء الدین زکریا لائبریری، چھونبی (CHHUNBI)
تحصیل چوآسیدن شاہ، ضلع چکوال، پوسٹ کوڈ ۴۸۳۲۱
اسلامی جمہوریہ پاکستان

اضافہ وتصحیح شدہ اشاعت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

میں اپنی اس کوشش کو

- ......شیخ طریقت حافظ صاجزادہ محمد مطلوب الرسول صاحب، للّٰہ شریف
- ......شیخ طریقت صاجزادہ میاں جمیل احمد صاحب، شرق پور شریف
- ......شیخ طریقت صاجزادہ آفتاب احمد صاحب، چورہ شریف

کے اسمائے گرامی سے منسوب کرنا سعادت سمجھتا ہوں، جنھوں نے ملت اسلامیہ کی علمی وفکری، تہذیبی اور مذہبی سرگرمیوں میں نمایاں کردار ادا کیا---

(مولانا) عبدالحلیم

فہرست عنوانات

❁❁❁❁

پیش لفظ

میرے عزیز فاضل مولف حضرت مولانا عبدالحلیم مہتمم جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ چکوال نے ''اسلامی ارکان'' لکھ کر مسلمان مردوں، عورتوں کے لیے اپنی معلومات کا ایک وافر ذخیرہ فراہم کیا اور وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا۔ آپ نے جو کچھ تحریر کیا، خلوص اور للّٰہیت کے ساتھ تحریر کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہمارے ظاہر و باطن کو پاک رکھنا چاہتا ہے اور یہ نوع انسانی پر احسان ہے۔ یہ کتاب جمال ظاہری کے ساتھ ساتھ جمال باطنی کو برقرار رکھنے کے لیے لکھی گئی ہے اور جب تک یہ حاصل نہ ہو، ظاہری جمال باقی نہیں رہ سکتا۔ اللہ جل شانہ میرے عزیز مولانا کو قائم و دائم رکھے، تاکہ علم و دانش کا یہ چشمہ جاری رہے اور بھولے بھٹکے ہدایت پاتے رہیں۔

حافظ غلام ربانی

خطیب جامع مسجد انوار آباد، چکوال

اظہارِ خیال

میں نے یہ مختصر رسالہ ''اسلامی ارکان'' جو کہ میرے عزیز مولانا حافظ عبدالحلیم کی تصنیف ہے، اس کا بغور مطالعہ کیا، جو کہ مسائل ضروریہ قرآن وحدیث پر مشتمل ہے، مسائل محققہ کا ذکر، جن کی تصریحات کتبِ متقدمین اور متاخرین میں بھی دستیاب ہیں۔ اس پرفتن دور میں ضرورت اس بات کی ہے کہ دین کے مسائل ضروریہ سے مسلمان بھائیوں کو آسان طریقے سے آمادہ کریں، تاکہ فقہ حنفی کی روشنی میں علم وعمل والے راہ پاسکیں۔ فقہ حنفی کے بانی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اہم کارنامہ ہے کہ فقہ جیسے فن کو مدوّن کیا، اس سے پہلے اگرچہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے زمانہ سے استنباط، تصریح وقیاس سے کام لینے کا طریقہ رائج پاچکا تھا اور احکام ومسائل کا ایک معتدبہ ذخیرہ فراہم ہو چکا تھا مگر اس کا سارا دارومدار زبانی روایات پر تھا، باقاعدہ تربیت اور فن کی ضرورت نہ تھی، مجتہدین صحابہ جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، حضرت عمر، حضرت علی وغیرہم رضی اللہ عنہم کے ارشد تلامذہ ملک کے اطراف وجوانب میں منتشر تھے اور ان روایات کی نشرواشاعت میں مصروف عمل تھے۔ ان کی زندگی کا مشغلہ سوائے تعلیم وتعلم کے اور کچھ نہ تھا، لیکن ان

منتشر اجزا کو فن کا درجہ دینے اور باقاعدہ قانون کی شکل دینے میں ابھی بہت سے مراحل طے کرنے تھے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں تہذیب وتمدن کے نئے نئے نقشے بن رہے تھے، نئے نئے حادثات وواقعات نے ان روایات کا دائرہ تنگ کر دیا تھا، ضرورت اس بات کی تھی کہ کوئی مردِ خدا، صاحبِ دانش وحکمت اٹھے اور ان جزئیات منتشرہ کو ایک اصولی ترتیب دے کر قانونی شکل دے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حساس طبیعت اور دور بین نگاہوں سے یہ چیز کب مخفی رہ سکتی تھی، مزاج میں لطافت وذکاوت نے سونے پر سہاگہ والا کام کیا۔ آخر کار ان غیر مرتب اجزا کو ایسے سلیقہ اور اصول کے ساتھ مرتب کیا کہ آئندہ آنے والی نسلوں کے واسطے راہِ عمل بھی یقینی کر دی۔ چناں چہ امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''فتاویٰ رضویہ'' سے بھی خوشہ چینی کی گئی ہے، اسی طرح آپ کی کتاب ''بذل الجوائز'' سے حیلہ اسقاط کا مسئلہ من وعن رسالہ ہذا میں نقل کیا گیا ہے۔

امید کی جاتی ہے کہ قارئین حضرات، خصوصی طور پر علمائے کرام وخطبائے عظام کے لیے روشنی کا منار ثابت ہوگی۔ میری اور قبلہ حافظ غلام ربانی ناظم جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے برکت دے۔ آمین

مفتی محمد اکرام الحق، صدر مدرس
مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم، چکوال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ مُحَمَّدِ ِالْمُصْطَفٰی وَ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ نُجُوْمِ الْھُدٰی وَ اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ وَ عُلَمَاءِ مِلَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ اَبَدًا اَبَدًا

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اخلاصِ نیت

① عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ --- [صحیح بخاری، باب کیف کان بدء الوحی]

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے"---

نبی پاک ﷺ کے اس ارشاد سے پتہ چلتا ہے کہ نیک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اگر نیت ٹھیک ہے تو اس کا ثواب ملے گا ورنہ نہیں۔

② عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ --- [صحیح مسلم، باب تحریم ظلم المسلم و خذله]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تمہاری شکل وصورت اور تمہارے مال کو نہ دیکھے گا بلکہ تمہارے دلوں کو اور تمہارے اعمال کو دیکھے گا"---

ایمان

① حَدَّثَنِی عُمَرُ بْنُ الْخَطَّاب .... وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِی عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْھَدَ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰہِ وَتُقِیمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ وَتَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَیْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَیْہِ سَبِیلاً .... قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلَائِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ --- [صحیح مسلم، باب معرفۃ الایمان و الاسلام]

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے کہ آنے والے شخص نے (جو درحقیقت جبرئیل علیہ السلام تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انسانی شکل میں آئے تھے) اور عرض کرنے لگے، یَا مُحَمَّدُ (اے محمد!) مجھ کو اسلام کے بارے میں بتلایئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کی توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی گواہی دو، نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان شریف کے روزے رکھو اور اگر توفیق ہو تو حج کرو۔ اس اجنبی شخص نے کہا (یعنی جبرئیل علیہ السلام نے) آپ نے سچ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ہمیں تعجب ہوا ہے کہ یہ شخص پوچھتا بھی ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے۔

اس شخص نے نبی کریم ﷺ سے کہا، مجھے ایمان کے بارے میں بتلائیے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اللہ تعالیٰ کی کتابوں، اس کے رسولوں، قیامت اور ہر خیر وشر کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے وابستہ مانو"۔۔۔۔

سوال یہ پیدا ہوا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو یَا مُحَمَّدُ کہہ کر کیوں مخاطب کیا؟

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ لفظ "محمد" کے دو اعتبار ہیں، ایک لحاظ سے آپ کا نام ہے، جو آپ کی شخصیت پر دلالت کرتا ہے اور ایک اعتبار سے یہ آپ کی صفت ہے، کیوں کہ محمد ﷺ کے معنی ہیں "جس کی بے حد حمد اور تعریف کی گئی ہو"۔ قرآن میں آپ کا نام لے کر بلانے سے منع کیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے منع کا سبب نام لے کر بلانا ہے اور یَا مُحَمَّدُ باعتبار نام کے کہنا منع ہے۔ اور یَا مُحَمَّدُ باعتبار صفت کہنا جائز ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جو یَا مُحَمَّدُ کہا تھا، یہ باعتبار صفت ہی کہا تھا۔ [شرح مسلم، جلد اوّل]

یَا مُحَمَّدُ کہنے کی دوسری وجہ جواز یہ ہے کہ قرآن میں نام لے کر بلانے سے منع کیا ہے، پس اگر یَا مُحَمَّدُ کہنے سے ندا کرنا اور بلانا مقصود نہ ہو، محض ذوق وشوق سے آپ کا ذکر کرنا مقصود ہو، تب یَا مُحَمَّدُ کہنا جائز ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے، ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سُن ہو گیا، کسی شخص نے ان سے کہا، جو شخص تم کو سب سے زیادہ محبوب ہو، اس کو یاد کرو، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے باآواز بلند پکارا یَا مُحَمَّدُ، تو ان کا پاؤں فوراً ٹھیک ہو گیا۔ [شفا شریف، جلد دوم]

یَا مُحَمَّدُ کہنے سے نبی کریم ﷺ کو بلانا مقصود نہ ہو، بلکہ اظہار مسرت کے طور پر آپ کا نام لینا اور نعرہ لگانا مقصود ہو، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو آپ کو دیکھنے کے لیے مدینہ کے تمام لوگ مرد، عورتیں، بچے اور غلام اپنے اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور خوشی سے سب باآواز بلند نعرے لگاتے۔ یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ [صحیح مسلم شریف، جلد دوم]

بہرحال اس کی تفصیل سے ظاہر ہو گیا کہ نبی اکرم ﷺ کو یَا مُحَمَّدُ کہنا باعتبار وصف کے

مطلقاً جائز ہے اور نام کے اعتبار سے بحیثیت ذکر اور بحیثیت نعرہ یا محمد کہنا جائز ہے۔

اسلام کی تعریف میں نبی پاک ﷺ نے پانچ ارکان بتلائے، ان سب کا تعلق ظاہری اعمال سے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص میں ظاہری طور پر یہ پانچ ارکان پائے جائیں، اس کو مسلمان کہا جائے گا، کیوں کہ اسلام کا اطلاق اطاعت ظاہری پر کیا جاتا ہے۔

﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

ایمان مفصل

آمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ الْیَوْمِ الْآخِرِ وَ الْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ---

ایمان مجمل

آمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَائِہٖ وَ صِفَاتِہٖ وَ قَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ---

طہارت

طہارت کے معنی ہیں پاکیزگی، اسلام میں پاکیزگی کی بہت اہمیت ہے، اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

﴿فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ۝﴾---

[التوبة:١٠٨]

''اس میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں صاف ستھرا رہنے کو، اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے پاک صاف لوگوں سے''---

نبی کریم ﷺ نے اہل قبا سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکیزگی کی تعریف کی ہے، تم میں کون سی خصوصیت ہے؟ انھوں نے عرض کی، ہم قضاء حاجت کے بعد اولاً ڈھیلوں سے اور پھر پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ فرمایا، ٹھیک ہے۔ یہ ان کی نظافت طبعی کی دلیل ہے، جب وہ اس معاملہ میں اتنے محتاط ہیں تو ان کے بدن اور لباس کی صفائی کے بارے میں آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص جسمانی صفائی اور نظافت کا خیال رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل تعریف ہے۔

صاحب قرطبی فرماتے ہیں، یعنی ظاہری نظافت انسانی مروّت کا تقاضا بھی ہے اور

شریعت کا حکم بھی، اور جو آدمی صاف ستھرا رہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل تعریف ہے۔

[تفسیر مظہری، نور العرفان، خزائن العرفان، ضیاء القرآن]

صاحب خزائن العرفان فرماتے ہیں، ڈھیلوں سے استنجا سنت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر مواظبت فرمائی اور کبھی ترک بھی کیا، اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ﴾---

[المائدۃ:٦]

"اللہ تم پر تنگی کرنا نہیں چاہتا البتہ وہ تم کو پاکیزہ کرنا چاہتا ہے"---

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ---[مسلم شریف]

"پاکیزگی نصف ایمان ہے"---

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پاکیزگی کی چار قسمیں ہیں:

① ظاہری جسم کو حدث (بے وضو ہونا) نجاست اور فضلات سے پاک کرنا ہے۔

② اعضائے جسمانیہ کو ہر قسم کے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک کرنا۔

③ دل کو باطل شہوت، تکبر، حسد، حرص، کینہ، بخل ہر قسم کے اخلاق رذیلہ سے پاک کرنا۔

④ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی محبت کے سوا دل کو ہر قسم کے خیالات سے پاک کر لینا۔

[احیاء العلوم]

وضو کے فضائل

① ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:
"قیامت کے دن میری امت اس حالت میں بلائی جائے گی کہ منہ اور ہاتھ، پاؤں آثارِ وضو سے چمکتے ہوں گے تو جس سے ہو سکے چمک زیادہ کرے"---

[بخاری و مسلم]

② نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان جب وضو کرتا ہے تو کلی کرنے سے منہ کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر ناک صاف کرے تو ناک کے گناہ نکل گئے اور جب منہ دھویا تو اس کے چہرہ کے گناہ نکلے، یہاں تک کہ پلکوں کے نکلے اور جب ہاتھ دھوئے تو ہاتھوں کے گناہ نکلے، یہاں تک کہ کانوں سے نکلے اور جب پاؤں دھوئے تو پاؤں کی خطائیں نکلیں، یہاں تک کہ ناخنوں سے، پھر اس کا مسجد کو جانا۔

[نسائی شریف]

③ امیر المومنین فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے جو کوئی وضو کرے اور کامل وضو کرے اور پھر پڑھے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُوْلُهُ---

اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ [مسلم شریف]

④ جو شخص وضو پر وضو کرے اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ [ترمذی شریف]

⑤ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو سخت سردی میں کامل وضو کرے، اس کے لیے دوگنا ثواب ہے۔ [طبرانی شریف]

طریقہ وضو

عبادت کی نیت کر کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اونچی جگہ قبلہ رو بیٹھ کے وضو شروع کرے، پھر تین بار ہتھیلیوں سمیت پہنچوں تک ہاتھ دھوے، پھر تین مرتبہ پانی لے کر کلی کرے اور ہر بار مسواک استعمال کرے، اس کے بعد تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالے اور ناک صاف کرے، پھر تین مرتبہ کہنیوں سمیت کلائیاں دھوئے اور انگلیوں میں خلال کرے، پھر سر کا مسح اس طرح کرتے ہوئے سر کی اگلی جانب لائے پھر کانوں کے ظاہر باطن کا مسح کرے، اس کے بعد گردن کا مسح کرے پھر دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت تین مرتبہ دھوئے اور انگلیوں کا خلال کرے، ہر عضو میں دائیں جانب سے ابتدا کرے اور عضو کے بالائی حصہ کے دھونے سے ابتدا کرے، ہر عضو کو دھوتے وقت دعا مانگے، وضو کے اخیر میں بھی دعا کرے۔ وضو کا بچا ہوا پانی قبلہ رو کھڑے ہو کر پی لے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ --- [المائدۃ:٦]

”اے ایمان والو! جب تم اٹھو نماز ادا کرنے کے لیے تو پہلے (دھولو) اپنے چہروں اور اپنے بازو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں پر اور دھولو اپنے پاؤں ٹخنوں تک“---

وضو میں فرائض

منہ کا دھونا، ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا، سر کا مسح کرنا اور ٹخنوں تک پاؤں کا دھونا۔

وضو میں سنتیں

وضو میں عبادت کی نیت کرنا، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر وضو شروع کرنا، پہنچوں تک تین بار ہاتھ دھونا، کلی کرنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ڈاڑھی میں خلال کرنا، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا، پورے سر کا مسح کرنا، کانوں کے ظاہر و باطن کا اسی پانی سے مسح کرنا، قرآن کریم میں اعضائے مذکورہ کی ترتیب کے مطابق وضو کرنا، وضو کے تمام افعال کو پے در پے کرنا، ہر عضو کو تین بار دھونا۔

وضو میں مستحبات

وضو کے لیے اونچی جگہ بیٹھنا، وضو کی جگہ کا پاک ہونا، وضو کا پانی دھوپ سے گرم نہ ہوا ہو، ہر عضو کے بالائی حصے سے وضو کی ابتدا کرنا، کلی وغیرہ کا پانی وضو کے پانی میں نہ گرنے دے، قبلہ رو ہو کر وضو کرنا، ڈھیلی انگوٹھی کو وضو کے وقت حرکت دینا، وضو میں غیر سے مدد نہ لینا، وضو کا پانی قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو کر پینا، اعضاءِ وضو کو حدود مفروضہ سے زیادہ مقدار تک دھونا، مثلاً ہاتھوں کو بازوؤں تک اور پاؤں کو پنڈلیوں تک دھونا، تا کہ قیامت کے دن زیادہ مقدار میں اعضائے وضو چمکیں۔ وضو کے بعد تولیہ استعمال کرنا، ہاتھوں سے وضو کے پانی کو نہ جھاڑنا، وضو کے بعد تین مرتبہ سورۃ القدر پڑھنا اور کلمہ شہادت پڑھنا اور اس کے بعد یہ دعا پڑھنا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ، وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ---

وضو میں باتیں نہ کرنا، ہر عضو کے دھوتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا، وضو اور ناک میں پانی ڈالنے کے لیے دائیں ہاتھ سے پانی ڈالنا، بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا، وضو کے پانی کو اپنے لیے خاص نہ کرنا۔

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

پاخانہ یا پیشاب کے مقام سے کسی چیز کا نکلنا، خون، پیپ یا زرد پانی کا بہہ کر نکل جانا، منہ بھر قے کرنا، سہارا لگا کر یا لیٹ کر سو جانا، نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا، کسی وجہ سے بے ہوش ہو جانا، دکھتی آنکھ سے پانی کا بہنا۔

غسل کا بیان

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا﴾---[المائدة:٦]

”اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو (نہا کر) خوب صاف ستھرا ہو جاؤ“---

غسل کا مسنون طریقہ

پہلے ہاتھوں کو پہنچوں تک دھونا، پھر استنجا کرے اور جس جگہ نجاست ہو اسے دور کرے، پھر وضو کرے اور وضو کے بعد دائیں کندھے پر تین بار اور پھر بائیں مونڈھے پر تین بار پانی بہائے اور پھر تین مرتبہ سر پر اور سارے بدن پر پانی بہائے اور جسم کو خوب ملے اور کسی سے کلام نہ کرے۔

غسل کے فرائض

غسل کے تین فرض ہیں:

① غرغرہ کرنا، اس طرح کہ پانی حلق کی جڑ تک بہہ جائے۔

② ناک میں پانی ڈالنا، جہاں تک نرم جگہ ہے دھل جائے۔

③ سارے بدن پر پانی بہانا کہ کوئی جگہ رہ نہ جائے۔

جن صورتوں میں غسل فرض ہے

منی کا شہوت سے نکلنا، سوتے میں احتلام ہونا، مرد کا عورت سے مباشرت کرنا،

خواہ منی نکلے یا نہ نکلے، عورت کا حیض سے فارغ ہونا، نفاس ختم ہونا، یعنی بچہ پیدا ہونے کے بعد آنے والے خون کا بند ہونا۔

یہ غسل مسنون ہیں

جمعہ کی نماز اور دونوں عیدوں کے لیے، احرام باندھتے وقت اور عرفہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔

یہ غسل مستحب ہے

وقوف عرفات، وقوف مزدلفہ، حاضری حرم شریف، حاضری دربار شریف سرکار دو عالم حضور اکرم ﷺ، شب براءت، شب قدر وغیرہ کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔

چند ضروری مسائل

رمضان المبارک کی رات کو جنبی ہوا تو بہتر یہی ہے کہ طلوع فجر سے پہلے نہائے، تاکہ روزے کا ہر حصہ جنابت سے پاک ہو، اگر نہیں نہایا تو روزہ میں کچھ نقصان نہیں۔ جنبی کو مسجد میں جانا، طواف کرنا، قرآن پاک پڑھنا اور چھونا حرام ہے۔ جنبی نے اگر درود شریف یا کوئی دعا پڑھ لی تو کوئی حرج نہیں مگر بہتر ہے کہ وضو یا کلی کر کے پڑھے۔ جنبی کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ جس پر غسل واجب ہو تو اس کو چاہیے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے، کیوں کہ جس گھر میں جنبی ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، غسل کے لیے پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرنا چاہیے۔

تیمّم کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ﴾---[النساء:۴۳]

"اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی پاخانے سے آئے یا عورت سے صحبت کی اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کرو اور اپنے منہ ہاتھوں کا اس سے مسح کرو"---

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

"پاک مٹی مسلمانوں کا وضو ہے اگرچہ دس برس پانی نہ پائے اور جب پانی پائے تو اپنے بدن کو پہنچائے وضو اور غسل، یہ اس کے لیے بہتر ہے"---

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، دو شخص سفر میں گئے اور نماز کا وقت آ گیا مگر ان کے پاس پانی نہ تھا، مجبوراً پاک مٹی پر تیمّم کر کے نماز پڑھ لی، پھر وقت کے اندر پانی مل گیا، ان میں سے ایک صاحب نے وضو کر کے نماز دہرائی مگر دوسرے نے نہ دہرائی، پھر جب خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس کا ذکر کیا، جس نے نماز نہ دہرائی تھی، اس سے فرمایا،

تو سنت کو پہنچا اور تیری نماز ہوگئی اور جس نے وضو کر کے نماز دہرائی تھی اسے فرمایا، تجھے دوہرا ثواب ہے۔

تیمم کے فرائض

تیمم میں تین فرض ہیں:

- "نیت" اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیت نہ کی تو تیمم نہ ہوگا۔
- سارے منہ پر ہاتھ پھیرنا کہ کوئی حصہ باقی نہ رہے، اگر بال برابر بھی جگہ رہ جائے تو تیمم نہ ہوگا۔
- دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا، اس میں بھی خیال رہے کہ ذرا برابر بھی جگہ باقی نہ رہے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔ یہ عام فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔

تیمم کا مسنون طریقہ

تیمم کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ نیت کر کے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر دونوں ہاتھ زمین پر یا مٹی یا اور کسی ایسی چیز پر جس پر مٹی یا غبار ہو مارے، انگلیاں کھلی رکھیں، پھر ہاتھ جھاڑے، اس طرح کے ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ میں مارے، نہ اس طرح کہ تالی کی سی آواز نکلے اور پھر دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے، پھر دوبارہ یوں ہی کرے اور پہلے دائیں ہاتھ کا مسح کرے اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چاروں انگلیوں کا پیٹ داہنے کی پشت پر رکھے اور انگلیوں کے سرے سے کہنیوں تک لے جائے اور پھر وہاں سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے داہنے ہاتھ کے پیٹ کو چھوتی ہوئی کلائی تک لائے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے داہنے انگوٹھے کی پشت کا مسح کرے، یونہی دائیں ہاتھ سے بائیں کا مسح کرے، عام فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

تیمم کی سنتیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہنا، ہاتھوں کو زمین پر مارنا، انگلیاں کھلی ہوئی رکھنا، زیادہ مٹی لگ جانے پر ہاتھوں کو جھاڑنا، اس طرح کہ ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو

دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ میں مارنا، داڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا۔

وضو میں پاؤں کا دھونا

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تو کہا، اے عبدالرحمٰن! اچھی طرح مکمل وضو کرو کیوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایڑیوں کے لیے جہنم کے عذاب کی ہلاکت ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف جا رہے تھے، ایک جگہ ہم کو پانی نظر آیا تو لوگوں نے جلدی جلدی وضو شروع کر دیا، جب ہم ان کے پاس پہنچے تو ان کی ایڑیاں خشک تھیں، ان کو پانی نے چھوا تک نہیں تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خشک ایڑیوں کے لیے عذاب کی ہلاکت ہو، مکمل وضو کیا کرو۔

[مسلم شریف]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے، جس وقت ہم آپ کے پاس پہنچے تو عصر کی نماز کا وقت آ گیا تھا، ہم وضو کرنے لگے اور پاؤں پر مسح کر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز میں فرمایا، خشک ایڑیوں کو جہنم کا عذاب ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے وضو میں ایڑی کو نہیں دھویا تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خشک ایڑیوں کے لیے جہنم کا عذاب ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے، نماز کا وقت آ چکا تھا، لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کے شوق میں تھے، انہوں نے راستے میں نماز پڑھی اور تیز چل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملے، دیکھا کہ جماعت تیار ہے، جلدی جلدی وضو شروع کیا تاکہ جماعت سے نہ رہ جائیں، اس لیے پاؤں کو دھونے کی بجائے صرف مسح کر لیا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر منع کیا اور فرمایا، خشک ایڑیوں کو جہنم کا عذاب ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا بے حد شوق تھا، پیروں کو نہ دھونا صحابہ کی عمداً تقصیر نہ تھی بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نماز کو پانے کے شوق اور وارفتگی کے عالم میں دھونے کی بجائے مسح کر بیٹھے۔

پیروں کا دھونا فرض اور ان پر مسح کرنا حرام ہے۔

عالم کا فرض ہے جب کسی شخص کو غلط کام کرتے ہوئے دیکھے تو اس کو ٹوکے اور اصلاح کرے اور اس حدیث میں نیکی کا حکم دینا، وضو مکمل کرو اور برائی سے روکنا، خشک ایڑیوں پر عذاب کی وعید، دونوں کا ثبوت ہے۔ تمام اعضاء کو مکمل طور پر دھونا فرض ہے، حتیٰ کہ اگر کسی عضو کا ذرا سا بھی حصہ رہ جائے تو وضو نہیں ہوگا۔ جو شخص کسی مسئلہ سے ناواقف ہوگا اس کو وہ مسئلہ بتلایا جائے، کسی غلط کام سے شدت اور سختی سے روکنا چاہیے۔

صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے تین بار با آواز بلند فرمایا، خشک ایڑیوں کو عذاب ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا اس حدیث میں کسی غلط کام کی اصلاح کے لیے تاکیداً بار بار منع کیا جائے، اور بار بار با آواز بلند منع کیا گیا۔

اہل سنت کا مذہب ہے کہ گناہ گار کی روح اور جسم دونوں کو عذاب ہوگا اور ایڑیاں چوں کہ جسم کا حصہ ہیں، ان پر عذاب کی وعید کی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں اہل سنت کے مذہب کی تائید ہے۔

ابو حیّہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، آپ نے پہلے اپنے ہاتھوں کو خوب پاک صاف کیا، پھر تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا اور پھر تین بار اپنا چہرہ مبارک دھویا اور پھر بازوؤں کو تین بار دھویا، پھر ایک مرتبہ سر کا مسح کیا، پھر ٹخنوں تک پاؤں دھوئے اور پھر فرمایا، میں چاہتا تھا کہ تمہیں دکھاؤں کہ نبی کریم ﷺ کے وضو کا کیا طریقہ تھا۔ [ترمذی شریف]

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے حضور ﷺ کے وضو کی کیفیت جو بیان کی گئی ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ پاؤں مبارک دھویا کرتے تھے۔

سید شریف رضی نے امیر المومنین سے حضور ﷺ کے وضو کی جو تفصیل بیان کی ہے اس سے بھی پاؤں کا دھونا ثابت ہے۔ [نہج البلاغۃ]

اس کے بعد جھگڑے کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہی۔ مزید تحقیق کے لیے "روح

المعانی ’’ کا مطالعہ فرمائیں۔

کتب شیعہ میں پاؤں دھونے کی متعدد روایات ائمہ سے منقول ہیں، حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے ایک عقیدت مند ابن یکتین نے وضو کی ترکیب کے متعلق استفسار کیا، تو حضرت نے یہ جواب تحریر فرمایا، اس بارے میں تمہیں یہ حکم دیتا ہوں: تین مرتبہ کلی کرو، تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالو، تین مرتبہ اپنے چہرے کو دھولو، اپنی داڑھی کے بالوں کا خلال کرو، دونوں بازؤوں کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھوؤ، اپنے پورے سر کا مسح کرو، کانوں کے ظاہر و باطن کا مسح کرو اور پاؤں کو ٹخنوں تک تین مرتبہ دھوؤ، آخر میں فرمایا، یاد رکھو اس حکم کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ [کشف الغمۃ، جلد ۳، صفحہ ۲۴، مطبوعہ ایران]

اذان کا بیان

رسول کریم ﷺ نے فرمایا، مؤذن کی گردن قیامت کے دن سب سے زیادہ دراز ہوگی۔

عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب تم مؤذن سے اذان سنو تو اس کی مثل کلمات کہو۔ پھر مجھ پر درود پڑھو، کیوں کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے، پھر میرے لیے جنت میں وسیلے کی دعا مانگو، کیوں کہ وہ جنت کا ایک ایسا خاص مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ شخص مَیں ہوں گا اور جو میرے لیے اس مقام کی دعا مانگے گا، اس کے حق میں میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شیطان مقام روحا تک بھاگ جاتا ہے۔

حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ "روحا" مدینہ سے چھتیس میل ہے۔ [مسلم شریف]

قیامت کے دن مؤذن کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی، اس کا مطلب یہ ہے کہ میدانِ محشر میں مؤذن سب سے ممتاز اور منفرد نظر آئیں گے۔ دوسرا مطلب یہ کہ ان کو ثواب زیادہ ملے گا اور انہیں کثیر ثواب کو دیکھنے کا اشتیاق ہوگا اور جس شخص کو کسی چیز کا اشتیاق ہو وہ گردن اٹھا اٹھا کر دیکھتا ہے۔ اس کی گردن لمبی نظر آئے گی کا تیسرا مطلب یہ ہے کہ انہیں

اللہ تعالیٰ کی رحمت کی زیادہ امید ہوگی اور جس شخص کو کسی چیز کی امید ہو وہ گردن اٹھا اٹھا کر اس چیز کو دیکھتا ہے۔ [صحیح مسلم]

پانچوں وقت کی نماز فرض کے لیے جس میں جمعہ بھی ہے، اذان سنت مؤکدہ ہے۔ اذان وقت پر کہنی چاہیے، اگر وقت سے پہلے کہی جائے تو دوبارہ کہی جائے۔ فرض عین کے علاوہ کسی اور نماز کے لیے اذان نہیں ہے۔ عورتوں کا اذان کہنا مکروہ تحریمی ہے، بے وضو شخص کی اذان ہو جاتی ہے مگر مکروہ ہو جائے گی، اس لیے بہتر یہی ہے کہ باوضو اذان دے۔ بلند جگہ قبلہ رو کھڑے ہو کر کانوں میں انگلیاں ڈال کر اذان کہے۔ اذان میں رسول کریم ﷺ کا اسم گرامی آنے سے مسلمان اپنے دونوں انگوٹھے چوم کر اپنی آنکھوں کو لگائے۔

علامہ شامی نے فقیہ کبیر علامہ قہستانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ پہلی مرتبہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سن کر قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه کہنا مستحب ہے۔

ثبوت میں علامہ شامی نے دیلمی کی کتاب الفردوس کے حوالے سے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سن کر آنکھوں پر رکھ کر انگوٹھے چومے، میں اس کی قیادت کر کے اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اس کے جواب میں فرماتے ہیں، جب صحیح سند سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اذان میں انگوٹھے چومے ہیں تو یہ ہمارے عمل کے لیے کافی ہے کیوں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو۔

نماز کی اہمیت و فرضیت

اللہ پاک فرماتے ہیں:

﴿وَ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ آتُوا الزَّكَاةَ﴾---[البقرة:۴۳]

''نماز قائم کرواور زکوۃ دو''---

نماز قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو تمام حقوقِ ظاہری و باطنی کے ساتھ ادا کرو۔ نماز کے ظاہری حقوق یہ ہیں کہ سنت نبوی کے مطابق تمام ارکان بجالائے جائیں اور باطنی حقوق یہ ہیں کہ تو خشوع و خضوع میں ڈوبا ہوا ہو اور احسان کی کیفیت طاری ہو، یعنی تو محسوس کررہا ہو کہ کَأَنَّكَ تَرَاهُ گویا کہ تو اپنے معبود کو دیکھ رہا ہے، ورنہ کم از کم اتنا ضروری ہے کہ تیرا رب تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ اس ذوق سے ادا کی ہوئی وہ نماز ہے جسے دین کا ستون اور مومن کی معراج فرمایا گیا ہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ كَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا﴾---

[مریم:۵۵]

''اور وہ حکم دیا کرتے تھے اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے اور زکوۃ ادا کرنے

کا اور اپنے رب کے نزدیک بڑے پسندیدہ تھے"---

آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ انسان کو تبلیغ کا آغاز گھر والوں سے کرنا چاہیے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو بھی یہی حکم ملا کہ اپنے اہل خانہ کو عذاب الٰہی سے ڈرایئے۔

دوسری جگہ ہے:

"اے مسلمانو! اپنے اہل خانہ کو آتش جہنم سے بچاؤ"---

﴿وَ أمُرْ أهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾---[طٰہٰ:۱۳۲]

"اور حکم دیجیے اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی پابند ہو جاؤ"---

نماز کی فرضیت و اهمیت

بے نماز کی نحوست، نماز باجماعت کی فضیلت، نماز باجماعت نہ پڑھنا، نماز خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھنا، نماز کی تفصیل، ہماری کتاب جمال المسائل کو دیکھیں۔

فرض کے وقتوں کا بیان

قرآن کریم کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا۝﴾---[النساء:۱۰۳]

"بے شک نماز ایمان والوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے"---

اور خدا ﷻ اور رسول اللہ ﷺ نے قرآن و حدیث میں فرمایا ہے کہ ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد، عورت پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے، جو اس کی فرضیت نہ مانے وہ کافر ہے اور جو جان بوجھ کر چھوڑے، چاہے ایک وقت کی ہو، وہ فاسق، سخت گناہ گار ہے۔

حدیث شریف میں فرمایا ہے، جب بچے کی عمر سات برس کی ہو تو اسے نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کی ہو جائے تو مار کر پڑھانا چاہیے۔[ابوداؤد، ترمذی شریف]

ہر مسلمان عاقل بالغ پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے: فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء۔ فجر کا وقت صبح صادق سے سورج کی کرن چمکنے تک ہے اور ان علاقوں میں یہ وقت کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ اور پینتیس منٹ ہے، نہ اس سے

زیادہ ہوگا۔ [فتاویٰ رضویہ]

شرائط نماز

طہارت یعنی نمازی کا بدن اور کپڑے پاک ہونا، نماز کی جگہ پاک ہو، ستر عورت یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے، وہ چھپا ہوا ہو، وہ مرد کے لیے ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اور عورت کے لیے ہاتھوں، پاؤں اور چہرے کے علاوہ سارا بدن ہے۔

استقبالِ قبلہ، یعنی منہ اور سینہ قبلہ کی طرف ہو، وقت یعنی نماز کا وقت پر پڑھنا، نیت کرنا، دل کے پکے ارادے کا نام نیت ہے، زبان سے کہہ دینا مستحب ہے۔

نماز کے فرائض اور اس کے مسائل

سات چیزیں نماز میں فرض ہیں:

① ...... تکبیر تحریمہ، ② ...... قیام، ③ ...... قراءت، ④ ...... رکوع،
⑤ ...... سجود، ⑥ ...... قعدۂ اخیرہ اور ⑦ ...... خروج بصنعہٖ۔

تکبیر تحریمہ

درحقیقت یہ نماز کی شرطوں میں سے ہے لیکن یہ نماز سے بالکل ملی ہوئی ہے، اس لیے اس کو نماز کے فرائض میں شامل کیا جاتا ہے۔ یوں سمجھ لو کہ نماز کی سب شرطیں یعنی طہارت، استقبال قبلہ، ستر عورت، وقت، نیت، یہ سب چیزیں تکبیر تحریمہ کے لیے شرط ہیں اور تکبیر تحریمہ نماز کے لیے شرط ہے۔ یعنی تکبیر تحریمہ ختم ہونے سے پہلے ان شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ اگر اللّٰہ اکبر کہہ چکا اور ان شرطوں میں سے اگر کوئی بھی نہ پائی گئی تو نماز شروع ہی نہ ہوگی۔ [در المختار / رد المحتار]

مسئلہ

لفظ اللّٰہ کو اگر آللّٰہ اور اکبر کو آکْبَر کہا جائے تو نماز نہ ہوگی۔ [در مختار]

قیام

قیام یعنی کھڑا ہونا، کمی جانب اس کی حد یہ ہے کہ ہاتھ پھیلائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچے

اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہوا۔ [درمختار]

مسئلہ

فرض، وتر اور سنت فجر میں قیام فرض ہے کہ بلا عذر یہ صحیح بیٹھ کر نمازیں پڑھے گا تو نہ ہوں گی۔ [درمختار / رد المحتار]

کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی قدرت ہو جب بھی بیٹھ کر نفل پڑھنے کی اجازت ہے مگر کھڑے ہو کر پڑھنا بہتر ہے کہ حدیث میں فرمایا، بیٹھ کر نماز پڑھنے والوں کی کھڑے ہو کر پڑھنے والوں کی نماز سے نصف ہے، یعنی آدھا ثواب ملتا ہے۔ [بہار شریعت، بحوالہ ردالمحتار]

البتہ قیام اس وقت فرض نہ رہے گا کہ انسان کھڑا نہ ہو سکے یا سجدہ نہ کر سکے یا کھڑا ہو سکتا ہے مگر اس سے بیماری بڑھتی ہے یا دیر میں اچھا ہو گا یا اتنی تکلیف ہو گی کہ برداشت سے باہر ہے یا کشتی یا جہاز میں سوار ہے اور چکر آنے کا غالب گمان ہے تو حکم ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے، اگر دیوار وغیرہ سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے، اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑے ہو کر اتنا ہی کہہ لے اور بیٹھ جائے۔

ضروری

آج کل یہ بات عموماً دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا، معمولی سی تکلیف ہوئی یا گھر کے کام کاج کی زیادتی کی وجہ سے تھکان ہو گئی تو بیٹھ کر نماز شروع کر دی، حالانکہ یہی لوگ مرد ہوں یا عورتیں، دس دس پندرہ پندرہ منٹ بلکہ اس سے بھی زیادہ کھڑے ہو کر ادھر ادھر کی باتیں کر لیتے ہیں اور ان کو تھکاوٹ محسوس نہیں ہوتی، تو ہم ان مسئلوں سے سبق لیں اور جتنی نمازیں اس طرح پڑھی ہوں، انہیں پھر پڑھیں، ان پر فرض ہیں، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

قراءت

یعنی قرآن کریم پڑھنا اور قرآن پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ تمام حروف اسی جگہ سے اور اسی طرح ادا کیے جائیں جس طرح مقرر کیے گئے ہوں تا کہ ہر حرف دوسرے حروف سے ممتاز ہو جائے اور پہچانا جا سکے۔ [عالم گیری]

جس جگہ کچھ پڑھنا یا کہنا مقرر کیا گیا ہے اس سے یہ مقصد ہے کہ کم از کم آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضروری ہے کہ خود سن سکے، اگر کسی نے اتنا آہستہ پڑھا کہ خود بھی نہ سن سکے اور کوئی شور وغل وغیرہ بھی نہیں تو نماز نہ ہوگی۔ [عالم گیری]

تین چھوٹی یا بڑی کسی ایک آیت کا پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر، سنت اور نفل نماز کی ہر رکعت میں فرض ہے۔ ہاں امام کے پیچھے نماز پڑھی جائے تو کسی نماز میں قراءت جائز نہیں، یہاں تک کہ سورۃ فاتحہ بھی امام کے پیچھے پڑھنے کی اجازت نہیں۔

[در مختار، فتاویٰ عالم گیری]

رکوع

اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں، یہ رکوع کا کم از کم درجہ ہے اور عورت کے لیے رکوع میں یہی سنت ہے کہ پیٹھ سیدھی نہ کرے۔ [عالم گیری]

جس شخص کی کمر اتنی جھک گئی اور حد رکوع کو پہنچ گئی تو وہ رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے۔ [عالم گیری]

سجود

یعنی سجدہ کرنا، پیشانی کا زمین پر جمنا، سجدے کی حقیقت ہے اور اس کے لیے ناک کی ہڈی کا بھی لگنا ضروری ہے اور اگر کسی عذر کے سبب پیشانی زمین پر نہیں جما سکتا تو صرف ناک سے سجدہ کرے، پھر بھی فقط ناک کی نوک لگانا کافی نہیں بلکہ ناک کی ہڈی زمین پر لگنا ضروری ہے۔ [عالم گیری]

ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے، تو اگر ایک بار سجدہ کرنا بھول گیا تو نماز جاتی رہی، سجدہ سہو سے بھی یہ کمی پوری نہ ہوگی۔

کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روئی، قالین یا کمانی دار گدے وغیرہ پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی خوب جم گئی یعنی اتنی دبی کہ اب دبانے سے نہ دبے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ [عالم گیری]

ریل کے بعض ڈبوں میں اس قسم کے گدے کمانی دار ہوتے ہیں، اس گدے سے اتر کر

نماز پڑھنی چاہیے۔ [بہار شریعت]

ایسی جگہ سجدہ کیا کہ قدم کی نسبت بارہ انگل سے زیادہ اونچی ہے تو سجدہ نہ ہوا، ورنہ ہو گیا۔

[درمختار]

قعدہ اخیرہ

یعنی نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا کہ پوری التحیات یعنی و رسولہ تک پڑھی جائے تو فرض ہے، چار رکعت کے پڑھنے کے بعد بیٹھا پھر یہ گمان کر کے کہ تین ہی ہوئیں اور کھڑا ہو گیا، پھر یاد کر کے چار ہو چکیں بیٹھ گیا، پھر سلام پھیر دیا، اگر دونوں بار کا بیٹھنا مل کر تشہد کی مقدار ہو گیا تو فرض ادا ہو گیا ورنہ نہیں۔ [درمختار]

پورا قعدہ اخیرہ سونے میں گزر گیا تو جاگ اٹھنے کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا فرض ہے ورنہ نماز نہ ہوگی، یونہی قیام، قراءت، رکوع، سجود میں آخر تک سوتا ہی رہا تو بیداری کے بعد ان کا پھر سے ادا کرنا واجب ہے ورنہ نماز نہ ہوگی اور سجدہ سہو کرے۔ [ردالمحتار]

لوگ اس سے غافل ہیں، خصوصاً نماز تراویح میں گرمیوں میں۔ [بہار شریعت]

چار رکعت والے فرض میں چوتھی رکعت کے بعد قعدہ نہ کیا تو جب تک پانچویں رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دے، نماز ہو جائے گی اور اگر پانچویں کا سجدہ کر لیا یا مغرب میں تیسری پر نہ بیٹھا اور چوتھی کا سجدہ کر لیا یا فجر میں دوسری پر نہیں بیٹھا اور تیسری کا سجدہ کر لیا تو ان سب صورتوں میں فرض نفل ہو گئے، لہٰذا اگر چاہے تو مغرب کے علاوہ اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملا لے تا کہ جوڑا ہو جائے اور اکیلی نہ رہے، ہاں مغرب میں اور نہ ملائے کہ چار پوری ہو گئیں۔ [درمختار، ردالمحتار]

خروج

خروج بصُنعِہٖ یعنی قعدہ اخیرہ کے بعد قصداً سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہونا، سلام کے علاوہ کوئی اور کام قصداً کرے گا تو نماز کا دہرانا واجب ہو گا اور بلا ارادہ کوئی ایسا کام پایا گیا جو نماز میں نہیں کیا جا سکتا تو نماز باطل ہو گی، نئے سرے سے پڑھنا فرض ہو گا۔

[درمختار وغیرہ]

نماز کے واجبات کا بیان

تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر کہنا، الحمد للہ پڑھنا، سورۃ ملانا، یعنی فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں اور باقی نمازوں کی ہر رکعت میں ایک چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آیتیں یا ان کے برابر ایک یا دو آیتیں پڑھنا، الحمد کا سورت سے پہلے ہونا، الحمد اور سورت کے درمیان کسی اور چیز کا حائل نہ ہونا، قراءت سے فارغ ہوتے ہی رکوع کرنا۔

تعدیل ارکان یعنی رکوع سجود اور قومہ

جلسہ میں ایک بار سُبْحَانَ اللّٰہ کہنا کی مقدار ٹھہرنا، قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا، جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا، قعدہ اولیٰ دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا، دعائے قنوت سے پہلے لفظ اللہ اکبر کہنا، نماز میں سہو ہو تو سجدہ سہو کرنا، دو فرض یا واجب یا واجب فرض کے درمیان تین تسبیح کہنے کی مقدار چپ نہ رہنا، ہر واجب و فرض کا اسی کی جگہ ہونا، فرض، وتر اور سنت موکدہ میں قعدہ اولیٰ میں اگر تشہد کے بعد اتنا کہہ لیا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا تو اگر بھول کر ہو تو سجدہ سہو کرے اور اگر قصداً ہوا تو نماز دہرائے اور چار رکعت والے نوافل یا سنت غیر موکدہ کہ جیسے عصر اور عشاء سے پہلے کی سنتیں، قعدہ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں ثناء اور تعوذ پڑھے تو یہی مستحب ہے۔ [درمختار]

نماز کی سنتوں کا بیان

تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھانا، ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر چھوڑنا، بوقت تکبیر سر نہ جھکانا، تکبیر سے پہلے ہاتھ اٹھانا، تکبیر کے بعد فوراً ہاتھ باندھنا، پہلے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پھر اَعُوْذُ باللہ اور پھر بِسْمِ اللہ پڑھنا، الحمد ختم ہونے پر آمین کہنا، رکوع میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا اور انگلیاں نہ پھیلانا، رکوع میں کم از کم سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم تین بار کہنا، رکوع میں جانے کے لیے اللہ اکبر کہنا، رکوع میں صرف اس قدر جھکنا کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں، رکوع سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا، سجدہ کے لیے اور سجدہ سے اٹھنے کے لیے اللہ اکبر کہنا، سجدہ میں ہاتھ زمین پر رکھنا، کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا، سجدہ میں

جانے کے لیے زمین پر پہلے دونوں گھٹنے ایک ساتھ رکھنا، پھر ہاتھ، پھر ناک، پھر پیشانی اور سجدہ سے اٹھتے وقت اس کا عکس کرے، یعنی پہلے پیشانی اٹھائے، پھر ناک اٹھائے، پھر ہاتھ اور پھر گھٹنے اٹھائے، سمٹ کر سجدہ کرنا، دونوں سجدوں کے درمیان مثل تشہد کے بیٹھنا، دوسری رکعت کے لیے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھنا، دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہوکر دونوں پاؤں داہنی جانب نکال کر بائیں سرین پر بیٹھنا، دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور انگلیوں کو ان کے حال پر چھوڑنا اور ان کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونا، شہادت پر اشارہ کرنا، تشہد کے بعد قعدہ اخیرہ میں درود شریف کے بعد عربی میں دعا کرنا اور بہتر وہ دعائیں ہیں جو بزرگوں سے منقول ہیں، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ دو بار کہنا، پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف۔

ظہر، مغرب، عشا، کے بعد مختصر دعا کر کے سنتوں کے لیے کھڑا ہو جانا ورنہ سنتوں کا ثواب کم ہو جائے گا۔ [درمختار، عالم گیری]

نماز کے مستحبات

قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ نظر رکھنا، رکوع میں پاؤں کی پیٹھ پر نظر رکھنا، سجدہ میں ناک کی طرف، قعدہ میں گود کی طرف، پہلے سلام میں دائیں شانے کی طرف اور دوسرے سلام میں بائیں طرف، جمائی آئے تو منہ بند کیے رہنا، اگر نہ رکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبانا اور اس سے بھی نہ رکے تو قیام میں دائیں ہاتھ کی پشت سے منہ ڈھانپ لینا اور قیام میں نہ ہو تو بائیں ہاتھ کی پشت سے۔ اور بلاضرورت ہاتھ یا کپڑے سے منہ ڈھانپنا مکروہ ہے۔ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے کے اندر رکھنا، جہاں تک بن پڑے کھانسی کو روکنا، قیام کی حالت میں دونوں پنجوں کے درمیان چار انگلی کا فاصلہ رکھنا۔ [عالم گیری]

نماز کے بعد کے ذکر و دعا

ہر نماز کے بعد تین بار استغفار کرے، آیۃ الکرسی اور تینوں قل ایک ایک بار پڑھے، سر کے اگلے حصے پر ہاتھ رکھ کر پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّی الْهَمَّ وَ الْحُزْنَ---

اور ہاتھ کھینچ کر ماتھے پر لائے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳ بار اور اَللّٰهُ اَکْبَر ۳۴ بار پڑھے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ نماز کے بعد ان کلموں کو کہنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا۔

نماز توڑنے والی چیزوں کا بیان

کسی بھی قسم کی بات چیت کرنا، اگر چہ بھول سے ہو یا کسی کے مجبور کر دینے سے، اگر چہ ایک آدھ ہی کیوں نہ ہو، نماز فاسد کر دیتا ہے۔ [درمختار]

کسی شخص کو سلام کیا، زبان سے سلام کا جواب دیا یا کسی کو چھینک آئے تو اس کے جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰه یا جواب کی نیت سے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا یا غم کی خبر سن کر اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ یا اللہ کا نام سن کر جَلَّ جَلَالُهٗ کہا یا حضور پاک ﷺ کا نام سن کر درود شریف پڑھا یا اذان کا جواب دینا، شیطان کا ذکر سن کر اس پر لعنت بھیجی یا نماز میں دنیا کی باتوں کا خیال آیا اور وسوسہ دور کرنے کے لیے لَا حَوْلَ پڑھی تو ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی۔

[عالم گیری، درمختار]

اف، آہ، اوہ، یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے نکلے یا آواز سے کوئی اور حرف ظاہر ہوئے یا بلاوجہ کھنکھارنے میں جو حروف ظاہر ہوئے، تو ان تمام صورتوں میں نماز فاسد ہوگئی۔ [درمختار، ردالمحتار]

بیمار کی زبان سے بے اختیار آہ، اوہ نکلی، نماز فاسد نہ ہوئی۔ یونہی چھینک، کھانسی، جمائی، ڈکار، میں جتنے حروف مجبوری سے نکل جاتے ہیں وہ معاف ہیں۔ نماز کے اندر کھانا پینا نماز کو فاسد کر دیتا ہے، جان بوجھ کر ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا زیادہ یہاں تک کہ تل بغیر چبائے نگل گیا یا کوئی بوند اس کے منہ میں گری اس نے نگل لی تو نماز جاتی رہے گی۔ دانتوں کے اندر کھانے کی کوئی چیز رہ گئی، اس کو نگل گیا، اگر چنے سے کم ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی مکروہ ہوئی، اگر چنے کے برابر ہے تو فاسد ہوگئی۔ [عالم گیری]

دانتوں سے خون نکلا اور نگل گیا، اگر حلق میں خون کا مزہ محسوس ہوا تو نماز فاسد ہوگئی

ورنہ نہیں، عورت نماز پڑھ رہی تھی، بچے نے اس کی چھاتی چوسی، اگر دودھ نکل آیا تو نماز جاتی رہے گی، عورت نماز میں تھی، مرد نے بوسہ لیا، شہوت کے ساتھ اس کے بدن کو ہاتھ لگایا نماز جاتی رہی اور مرد نماز میں تھا عورت نے ایسا کیا تو نماز فاسد نہ ہوئی، جب تک مرد کو شہوت نہ ہو۔ [رد المحتار]

ایک رکعت میں تین بار کھجانے سے جاتی رہتی ہے، یعنی یوں کہ کھجا کے ہاتھ اٹھالیا، پھر کھجایا، پھر ہاتھ اٹھایا، پھر ہاتھ سے کھجایا، پھر اٹھایا، علیٰ ہذا القیاس اور اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو ایک ہی مرتبہ کھجایا جائے گا۔ [عالم گیری]

پے در پے تین بال اکھیڑے یا تین جوئیں ماریں یا ایک ہی جوں کو تین بار مارا تو نماز جاتی رہی، اگر پے در پے نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوئی مگر مکروہ ہے۔ [عالم گیری]

تکبیر میں اللہ کو آللہ اور اکبر کو آکبر یا اکبار کہا تو نماز فاسد ہو گئی، اگر تحریمہ میں ایسا ہوا تو نماز شروع ہی نہ ہو گی۔ [عالم گیری]

چند چیزیں جو نماز میں مکروہ تحریمی ہیں

مکروہ تحریمی کسے کہتے ہیں، یہ ہم پہلے بتا چکے ہیں، اب ان چیزوں کا بیان کیا جاتا ہے جن سے نماز مکروہ تحریمی ہو جاتی ہے، ایسی نماز کو دہرانا ضروری ہے، ورنہ گناہ سر پر رہے گا۔

کپڑے یا بدن سے کھیلنا، کپڑا سمیٹنا، مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے کپڑا اٹھانا کہ مٹی نہ لگے، کپڑا لٹکانا مثلاً سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹک رہے ہوں، آدھی کلائی سے زیادہ آستین چڑھی ہونا۔ زور کا پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت نماز پڑھنا، انگلیوں کو چٹکانا یا انگلیوں کی قینچی بنانا، کمر پر ہاتھ رکھنا، ادھر ادھر منہ پھیر کر دیکھنا، نگاہ آسمان کی طرف اٹھانا، ناک اور منہ کو چھپانا بے ضرورت، کھنگارنا، قصداً جمائی لینا، جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اس کو پہن کر نماز پڑھنا، نمازی کے آگے دائیں بائیں، سر پر، چھت وغیرہ میں یا سجدہ کی جگہ جان دار کی تصویر ہونا یا پیچھے ہی ہونا، الٹا قرآن مجید پڑھنا، کسی واجب کو چھوڑ دینا، مثلاً قومہ یا جلسہ میں سیدھا ہونے سے پہلے سجدہ کو چلے جانا،

قیام کے علاوہ کسی اور جگہ قرآن کریم پڑھنا، رکوع میں قراءت ختم کر دینا، الٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا۔ [درمختار، عالم گیری، بہار شریعت]

چند وہ چیزیں جو نماز میں مکروہ تنزیہی ہیں

مکروہ تنزیہی وہ فعل ہے جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں لہذا بچنا ہی چاہیے کہ ثواب میں کمی نہ ہو۔ سجدہ یا رکوع میں بلا ضرورت تین تسبیح سے کم کہنا، حدیث میں اس کو مرغ کی سی ٹھونک مارنا فرمایا ہے، ہاں اگر وقت تنگ ہے یا ریل چلے جانے کا خوف ہے تو حرج نہیں، کام کاج کے میلے کچیلے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا، نماز میں انگلیوں پر آیتوں وغیرہ کا گننا، ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا، بلا عذر آلتی پالتی مار کر بیٹھنا، دامن یا آستین سے اپنے آپ کو ہوا پہنچانا، جب کہ ایک بار ہو اور پنکھا جھلا تو نماز جاتی رہی۔ انگڑائی لینا اور خواہ مخواہ کھانسنا یا کھنگارنا، نماز میں تھوکنا، فرض کی ایک رکعت میں کسی سورت یا آیت کو بار بار پڑھنا اور عذر سے ہو تو حرج نہیں ہے، مثلاً بھولے سے پڑھ گیا۔ سجدہ میں جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھنا، یونہی سجدے سے اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھانا بلا عذر ہو تو مکروہ ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہ، بِسْمِ اللّٰہ، سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ اور آمین زور سے کہنا۔ بغیر عذر دیوار یا لاٹھی وغیرہ پر ٹیک لگانا، آستین کو بچھا کر سجدہ کرنا تا کہ چہرے پر خاک نہ لگے اور اگر گرمی سے بچنے کے لیے ایسا کیا تو حرج نہیں، دائیں بائیں جھومنا، اٹھتے وقت آگے پیچھے پاؤں اٹھانا، منہ میں کوئی چیز مثلاً پیسے لیے ہوئے نماز پڑھنا، اگر ایسی چیز ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے قراءت نہیں ہوئی تو نماز فاسد ہے، آنکھیں بند کر لینا کہ نماز میں دل لگے تو بند کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔ مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا، ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ دل بٹے، جلتی ہوئی آگ نماز کے سامنے ہونا اور لالٹین یا چراغ وغیرہ ہو تو کراہت نہیں۔ سامنے پاخانہ وغیرہ یا نجاست ہو۔ [درالمختار، ردالمحتار، عالم گیری]

نماز وتر کا بیان

نماز وتر واجب ہے اور واجب کا مرتبہ قریب فرض کے ہے، تو اگر نماز وتر

کسی طرح چھوٹ گئی تو اس کی قضا واجب ہے اور جب قضا پڑھے تو اس میں دعائے قنوت بھی پڑھے، خواہ کوئی سی دعا ہو۔ البتہ قضا میں دعائے قنوت سے پہلے تکبیر کے لیے ہاتھ نہ اٹھائے، جب کہ اوروں کے سامنے پڑھے کہ وہ اس تکبیر سے واقف ہوں گے۔ [درمختار]

مسئلہ

وتر کی نماز بیٹھ کر بغیر عذر کے نہیں ہو سکتی۔ نماز وتر میں تین رکعت ہیں اور اس کی ہر رکعت میں الحمد للہ پڑھنا اور اس کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے۔ وتر کے قعدہ اولی میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے، نہ درود شریف پڑھے، نہ سلام پڑھے، جیسے مغرب کے فرض پڑھتے ہیں۔ [درمختار]

تیسری رکعت میں قراءت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے کاندھوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہے، جیسے تکبیر تحریمہ میں کہتے ہیں۔ پھر ہاتھ باندھ لے اور دعا قنوت پڑھے اور اس میں کسی دعا کا پڑھنا ضروری نہیں۔ [رد المحتار]

جسے دعائے قنوت یاد نہ ہو، اسے یاد کرنا چاہیے کہ خاص اس کا پڑھنا سنت ہے اور جب تک یاد نہ ہو ﴿اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ پڑھ لیا کرے، یہ بھی نہ آئے تو تین بار ﴿اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ﴾ کہہ لیا کرے، یہ بھی نہ آئے تو صرف یا رب تین بار کہہ لیا کرے، واجب ادا ہو جائے گا۔

سنتوں اور نفل نمازوں کا بیان

رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں، جو مسلمان بندہ اللہ کے لیے روزانہ فرض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مقام بنائے گا، چار ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد اور دو بعد مغرب اور دو بعد عشاء اور دو نماز فجر سے پہلے۔ [مسلم شریف]

جو سنتیں چار رکعت ہیں مثلاً ظہر کی تو چاروں ایک سلام سے پڑھی جائیں گی یعنی چاروں پڑھیں، چوتھی کے بعد سلام پھیریں ورنہ سنتیں ادا نہ ہوں گی۔

یوں ہی اگر چار رکعت کی منت مانی اور دو دو کر کے چار پڑھی تو سنت پوری نہ ہو گی

بلکہ ضروری ہے کہ ایک سلام کے ساتھ چاروں پڑھے۔[درمختار وغیرہ]

جو سنتیں مؤکدہ چار رکعتیں ہیں، اس کے قعدہ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے، اگر بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو سجدہ سہو کرے اور ان سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو تو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور اَعُوْذُ بِاللّٰه نہ پڑھے اور ان کے علاوہ چار رکعت والی سنت غیر موکدہ یا نوافل قعدہ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اور اَعُوْذُ بِاللّٰه پڑھے، یہ پڑھنا مستحب ہے۔[درمختار]

نفل بیٹھ کر پڑھے تو اس طرح بیٹھے جیسے تشہد میں بیٹھتے ہیں اور قراءت کی حالت میں ہاتھ باندھے، جس طرح قیام میں باندھتے ہیں، مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے نصف ہے۔ وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھتے ہیں، ان کا بھی یہی حکم ہے۔[درمختار]

تراویح بالاجماع سنت مؤکدہ ہے، اس کا ترک جائز نہیں اور تراویح کی بیس رکعتیں دس سلام سے پڑھے۔ یعنی ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے۔[رد المحتار]

تراویح بیٹھ کر پڑھنا بلا عذر ہو تو مکروہ ہے، بلکہ بعض کے نزدیک تو ہوگی ہی نہیں۔ بیس تراویح کے ثبوت کے بارے میں میری کتاب "جمال المسائل" کا مطالعہ کریں، ان شاء اللہ تشفی ہوگی۔

قضا نماز کا بیان

سوتے میں یا بھولے میں نماز قضا ہو گئی تو اس کی قضا پڑھنا فرض ہے۔ بیدار ہونے یا یاد آنے پر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اسی وقت پڑھ لے، اب دیر لگانا مکروہ اور گناہ کا باعث ہے اور اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی، تو بلا عذر شرعی اسے رات دیر تک جاگنا منع ہے۔[رد المحتار]

جو نماز جیسے قضا ہوئی، اس کی قضا ویسے ہی پڑھی جائے گی، مثلاً سفر کی چار رکعتیں نماز دو ہی رکعت پڑھی جائے گی، اگر سفر ختم ہو گیا ہو اور اقامت کی چار رکعت والی چار رکعت ہی پڑھی جائیں گی، اگرچہ کہ سفر میں قضا پڑھے۔[عالم گیری وغیرہ]

پانچوں فرضوں میں باہم اور فرض و وتر میں ترتیب ضروری ہے۔ پہلے فجر پڑھے، پھر ظہر پڑھے، پھر عصر، پھر مغرب اور اس کے بعد عشاء اور پھر وتر پڑھے۔ مثلاً ظہر کی قضا ہو گئی تو فرض ہے کہ اس کو پڑھ کر عصر پڑھے یا وتر قضا ہو گیا تو اسے پڑھ کر فجر پڑھے، اگر یاد ہوتے ہوئے عصر یا فجر پڑھ لی تو نا جائز ہے۔ [عالم گیری]

قضا نمازیں جب پانچ فرضوں سے زیادہ ہو جائیں تو ان میں ترتیب ضروری نہیں، اسے اختیار ہے کہ ان میں جو نماز چاہے پہلے ادا کرے اور جو چاہے پیچھے، بلکہ قضا نمازوں میں اور وقتی نمازوں میں بھی ترتیب کی حاجت نہیں رہتی، ان میں بھی اختیار ہے جو پہلے پڑھنا چاہے پڑھ لے۔ [رد المحتار]

قضا نماز یاد نہ رہی اور وقتیہ پڑھ لی، پڑھنے کے بعد یاد آئی تو وقتیہ نماز ہو گئی اور پڑھنے میں یاد آئی تو ہو گئی--- [عالم گیری]

یہ اندیشہ ہے کہ اگر قضا نماز پڑھی تو وقتی نماز فوت ہو جائے گی تو پہلے وقتیہ نماز پڑھے اور پھر قضا نماز پڑھے۔ [ھدایہ وغیرہ]

قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں، یعنی جس وقت نفل پڑھنا ہے ان کو چھوڑ کر ان کے بدلے قضا نمازیں پڑھے تا کہ بری الذمہ ہو جائے لیکن سنت موکدہ نہ چھوڑے۔ [رد المحتار]

مردوں کو کانوں تک ہاتھ اٹھانا ہے

نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو کانوں تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ اہل حدیث (غیر مقلدین) سنت کے خلاف کرتے ہیں اور حنفی سنت کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

① مالک ابن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ ...... وَقَالَ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ أُذُنَيْهِ---

”نبی کریم ﷺ جب تکبیر تحریمہ فرماتے تو اپنے ہاتھ مبارک کانوں تک اٹھاتے، دیگر الفاظ یہ ہیں کہ کانوں کی لو تک اٹھاتے“--- [بخاری شریف، مسلم شریف]

② حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا فْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلٰى قَرِيْبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ---[ابوداؤد شریف]

''میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھ مبارک کان کے قریب تک اٹھاتے پھر رفع یدین نہ فرماتے''---

③ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فَحَاذٰى بِإِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ---[مسلم و بخاری]

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے تکبیر کہی، آپ نے اپنے انگوٹھے اپنے کانوں کے مقابل کر دیے''---

④ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَاذٰى بِإِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ---[ابوداؤد]

''نبی کریم ﷺ نے ہاتھ مبارک اٹھائے یہاں تک کہ ہاتھ شریف تو کندھوں کے اور انگوٹھے کانوں کے مقابل ہو گئے''---

⑤ ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لِأَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ وَجْهِهٖ---

[طحاوی شریف]

''وہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ سے فرمایا کرتے تھے کہ تم سب میں سے زیادہ نبی پاک ﷺ کی نماز کو میں جانتا ہوں، آپ جب کھڑے ہوتے تو نماز میں تکبیر فرماتے اور اپنے ہاتھ مبارک چہرے شریف کے مقابل تک اٹھاتے''---

کانوں تک ہاتھ اٹھانے سنت ہیں، اس سلسلے میں پانچ احادیث بیان کی گئیں،

اللہ پاک ان احادیث کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور حنفیہ مسلک پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رفع یدین نہ کرنا

رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت، دونوں ہاتھ اٹھانا احناف کے نزدیک خلاف سنت اور ممنوع ہے۔ رکوع کے آگے پیچھے رفع یدین منسوخ ہے، جن صحابہ سے یا نبی پاک ﷺ سے رفع یدین ثابت ہے، وہ پہلا فعل ہے جو بعد میں منسوخ ہوگیا۔

① حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک دفعہ ہم سے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے سامنے نبی اکرم ﷺ کی نماز نہ پڑھوں۔ پس آپ نے نماز پڑھی، اس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے کبھی ہاتھ نہ اٹھائے۔ ابن مسعود کی حدیث حسن ہے، اس میں رفع یدین نہ کرنے پر بہت سے علماء صحابہ و علماء تابعین کا عمل ہے۔

[ترمذی، ابوداود، نسائی]

② حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ جب نماز شروع فرماتے تھے تو اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے، پھر نماز سے فارغ ہونے تک نہ اٹھاتے تھے۔ [ترمذی شریف]

③ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نے نماز شروع کی تو دونوں ہاتھ اٹھائے پھر نماز سے فارغ ہونے تک نہ اٹھائے۔ [ابوداود شریف]

④ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کبھی نہ اٹھاتے تھے۔ [طحاوی شریف]

⑤ بیہقی و طحاوی شریف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

أَنَّہٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلَاۃِ، ثُمَّ لَا یَرْفَعُ فِی شَیْءٍ مِّنْھَا--- [بیہقی و طحاوی شریف]

”آپ نماز کی پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کسی حالت میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے“---

⑥ حضرت اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے، امام طحاوی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

[طحاوی شریف]

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ رکوع کے آگے پیچھے رفع یدین کرنا منع ہے اور بہت سی احادیث میں ممانعت ثابت ہوئی ہے، یہاں اختصار کے ساتھ احادیث کو ذکر کیا گیا ہے۔

⑦ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو اس سے فرمایا، ایسا نہ کیا کرو، کیوں کہ یہ کام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کیا تھا پھر چھوڑ دیا۔ [عینی شرح بخاری]

اس حدیث سے پتہ چلا کہ رفع یدین پہلے جائز تھا پھر منسوخ ہو گیا، لہٰذا اب رفع یدین منع ہے۔

آمین آہستہ کہنا چاہیے

① نماز جہری ہو یا سری، امام و مقتدی ہو یا اکیلا ہو، آمین آہستہ کہنا چاہیے، کیوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و سنت کے مطابق ہے، احناف کا مسلک بھی یہی ہے۔

② حضرت وائل ابن حجر نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پر پہنچے تو آپ نے فرمایا، آمین، اور آمین میں آواز آہستہ رکھی۔

[امام احمد، طبرانی]

پتا چلا کہ آمین آہستہ کہنا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

③ ابن حجر فرماتے ہیں:

كَانَ عُمَرُ وَ عَلِيٌّ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ لَا بِاٰمِيْنَ ---

"حضرات عمر و علی رضی اللہ عنہما نہ بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے، نہ آمین"---

پتا چلا کہ آہستہ آمین کہنا صحابہ کی سنت ہے۔

④ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، امام چار چیزیں آہستہ کہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ، بِسْمِ اللّٰہِ، آمِیْن اور رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ۔[عینی شرح ہدایہ]

⑤ ابراھیم نخعی نے روایت کی، آپ نے فرمایا کہ امام چار چیزیں آہستہ کہیں، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ، بِسْمِ اللّٰہِ، سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ، آمِیْن۔ یہ حدیث امام محمد نے آثار میں اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں بیان کی۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام محدثین کے اقوال سے پتا چلتا ہے کہ آمین آہستہ کہنا چاہیے۔

مقتدی امام کے پیچھے قراءت نہ کرے

مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت کرنا منع ہے، خاموش رہنا ضروری ہے۔ قرآن کریم میں یوں آتا ہے:

﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○﴾ ---[الاعراف:۲۰۴]

"اور جب قرآن شریف پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ رحم کیے جاؤ" ---

ابتدائے اسلام میں دنیاوی باتیں بھی جائز تھیں اور مقتدی قراءت بھی کرتے تھے۔ چناں چہ اللہ پاک نے فرمایا:

﴿وَ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ ○﴾ ---[البقرۃ:۲۳۸]

اس آیت سے باتوں کو منسوخ فرمادیا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِى الصَّلَاةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهٗ وَ هُوَ اِلٰى جَنْبِهٖ فِى الصَّلَاةِ حَتّٰى نَزَلَتْ (وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ) فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ وَ نُهِيْنَا عَنِ الْكَلَامِ ---[مسلم و بخاری]

"ہم لوگ نماز میں باتیں کرلیا کرتے تھے، ہر ایک نماز کی حالت میں اپنے ساتھی سے گفتگو کرلیتا تھا، یہاں تک کہ یہ آیت اتری ﴿وَ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ﴾

ہم کو حکم دیا گیا خاموش رہنے کا اور کلام سے منع فرما دیا گیا"---

اللہ جل شانہ نے جب یہ حکم نازل فرمایا:

﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝﴾---

"اور جب قرآن شریف پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو"---

جب یہ آیت اتری تو مقتدی کی تلاوت منع ہو گئی۔ صاحب تفسیر مدارک ﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ﴾ کے تحت لکھتے ہیں:

وَ جُمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ عَلٰی اَنَّهٗ فِی السَّبِیْ عام صحابہ کرام کا فرمان یہ ہے کہ یہ آیت مقتدی کی قرات امام سننے کے متعلق ہے۔ تفسیر خازن، ابن عباس اور دیگر تفاسیر میں موجود ہے کہ امام کے پیچھے تلاوت منع ہے۔ تحقیق سے پتا چلا کہ ابتدائے اسلام امام کے پیچھے مقتدی قراءت کرتے تھے، اس آیت مذکور کے نزول کے بعد امام کے پیچھے قراءت منسوخ ہو گئی۔ قرآن کی رو سے دیکھیں تو مقتدی امام کے پیچھے قراءت نہیں کر سکتا اور اب احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

① اَنَّهٗ سَاَلَ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍ---[مسلم شریف، باب سجود التلاوۃ]

"عطاء ابن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے ساتھ قراءت کرنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ امام کے ساتھ قراءت بالکل جائز نہیں"---

② فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ فَحَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَقَالَ هُوَ صَحِیْحٌ یَعْنِیْ وَ اِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا---[صحیح مسلم]

"ابوبکر نے مسلمانوں سے پوچھا کہ ابوہریرہ کی حدیث کیسی ہے؟ تو آپ نے فرمایا بالکل صحیح ہے، یعنی یہ حدیث جب امام قراءت کرے تو تم خاموش رہو بالکل صحیح ہے"---

③ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ

لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَ اِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا--- [نسائی شریف، مسلم شریف]

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قراءت کرے تو تم خاموش رہو"---

④ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ--- [طحاوی شریف]

"جس کا کوئی امام ہو تو امام کی تلاوت اس کی تلاوت ہے"---

⑤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ لَيْتَ فِیْ فَمِ الَّذِیْ يَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ حَجَرًا---

"جو امام کے پیچھے تلاوت کرے، کاش اس کے منہ میں پتھر ہو"---

[امام محمد نے موطا سے روایت کیا]

قرآن وحدیث کی تحقیق سے حق ظاہر ہو گیا کہ مقتدی امام کے پیچھے قراءت نہ کرے کیوں کہ ناجائز ہے، آگے قاری کی مرضی حق کو پسند کرے یا نہ کرے۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ٥﴾--- [الجمعة:9]

"اے ایمان والو! جب (تمہیں) بلایا جائے نماز کی طرف جمعہ کے دن تو دوڑ کر جاؤ اللہ کے ذکر کی طرف اور فوراً چھوڑ دو خرید و فروخت یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم (حقیقت) کو جانتے ہو"---

جمعہ فرضِ عین ہے، جمعہ کی فرضیت کتاب وسنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔ اللہ جل شانہ کے ارشاد سے جمعہ کی فرضیت کی محکم دلیل ہے، حکم فرماتے ہیں کہ جب نماز جمعہ کی اذان سنو تو سب کاروبار فوراً چھوڑ دو اور تیزی سے اس کو ادا کرنے کے لیے

روانہ ہو جاؤ۔

جمعہ کی وجہ تسمیہ

جمعہ کو جمعہ کہنے میں علماء نے مختلف توجیہات بیان کی ہیں، اس بات پر علماء کا اتفاق ہے کہ دورِ جاہلیت میں یعنی دورِ اسلامی سے پہلے جمعہ کو العروبہ کہتے تھے، یعنی عظمت والا کھلا ہوا دن۔ اعرب کا معنی ہے ظاہر کیا، عروبہ اسی سے ماخوذ ہے۔ روایات میں آتا ہے حضرت کعب ابن لوی اس روز قریش کو اکٹھا کر کے خطبہ دیا کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خوش خبری سناتے اور تاکید کرتے کہ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت میں غفلت سے کام نہ لیں۔ اس مضمون کے کچھ اشعار بھی سناتے۔ حضرت کعب نے ہی اس دن کا نام یوم الجمعہ رکھا، لیکن اس نام کو شہرت نہ ہوئی، اہلِ عرب اسے یوم العروبہ ہی کہتے رہے۔ کعب ابن لوی اور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے درمیان ایک سو ساٹھ سال کا فاصلہ ہے۔ پتا یہ چلا کہ نبی پاک ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل بھی حضرت کعب نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارک کا ذکر کرتے، خوش خبری سناتے، ایمان لانے کی تاکید کرتے۔ قریش جمع ہو کر سنتے۔ اگر آج بھی نبی پاک ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جائے، تو بہتر ہی بہتر عمل ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی تشریف آوری سے پہلے حضرت مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو تبلیغ کے لیے یثرب روانہ کیا، ان کی کوشش سے یثرِب کے کافی لوگوں نے اسلام قبول کیا، ان کے دل میں خیال پیدا ہوا، ہفتہ میں ایک دن یہودی مل کر عبادت کرتے ہیں، اسی طرح نصاریٰ اتوار کو اجتماع کرتے ہیں، ہمیں بھی چاہیے کہ ہفتہ میں کوئی دن مقرر کریں۔ اس دن سب چھوٹے بڑے اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی عبادت کریں، اس کا شکر ادا کریں، اس اجتماع کے لیے عروبہ کا دن منتخب کیا، اس روز یثرب میں سارے مسلمان اکٹھے ہوئے اور حضرت اسعد ابن زرارہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور نماز پڑھائی، یہ پہلا جمعہ تھا جو ادا کیا گیا۔

نبی مکرم ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے تشریف لائے تو چند روز یثرب کی نواحی بستی

قبا میں قیام فرمایا اور مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ سوموار تا جمعرات قبا میں ہی ٹھہرے اور جمعہ کے روز وہاں سے یثرب کی طرف روانہ ہوئے تو اسے مدینہ طیبہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ بنی سالم بن عوف کی وادی میں پہنچے تو نماز جمعہ کا وقت آ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے وہیں توقف فرمایا، خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ یہ پہلا جمعہ ہے جو رحمت عالم ﷺ نے ادا کیا۔

[تفسیر مظہری، ضیاء القرآن]

حضرت ابن عمر اور حضرت ابی ہریرہ کہتے ہیں

ہم نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر بیٹھے ہوئے یہ فرماتے سنا، جو لوگ جمعہ ترک کرتے ہیں وہ اس سے ضرور باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور وہ غافل ہو جائیں گے۔

[ترمذی شریف، ابوداؤد شریف]

خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہو سکتا، خطبہ میں پانچ چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ حمد باری تعالیٰ، درود و سلام، تقویٰ کی وصیت، قراءت قرآن اور اہل ایمان کے لیے دعا۔ خطبہ میں نبی کریم ﷺ کا ذکر، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کا ذکر، سب ذکر الٰہی میں داخل ہیں۔

لیکن اس میں ظالم بادشاہوں یا امراء کا ذکر، ان کے القاب، ان کی ثنا اور ان کی مدح کا اللہ کے ذکر کے ساتھ دور کا واسطہ بھی نہیں۔ [ضیاء القرآن]

مسنون طریقہ

نبی پاک ﷺ نے فرمایا، جمعہ کے روز غسل کرے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب کوئی شخص نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے آئے تو غسل کرے، نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہنے اور مسواک کرے، خوشبو لگائے، مسنون ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے، مسواک کرے، اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو وہ لگائے اور اچھا لباس پہنے، پھر گھر سے نکل کر مسجد کی طرف آئے، پھر لوگوں کی گردنیں پھاند کر آگے نہ جائے اور پھر اللہ کی توفیق سے نفل پڑھتا رہے اور جب امام خطبہ دینے کے لیے آئے تو خاموشی سے بیٹھ جائے، تو اس کا یہ عمل کفارہ بن جائے گا، ان کوتاہیوں اور غفلتوں کا جو گزشتہ جمعہ سے اس جمعہ تک

اس سے سرزد ہوئی ہیں۔

جمعہ کے دن کی فضیلت

نبی پاک ﷺ نے فرمایا، سب سے عمدہ دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے۔

[مکاشفة القلوب]

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود پڑھا کرو، کیوں کہ اس دن کثرت سے ملائکہ حاضر ہوتے ہیں اور جب بھی کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو اس کے فارغ ہونے سے پہلے وہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا، وفات کے بعد بھی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام کے اجساد کو حرام کر دیا ہے، پس اللہ کا نبی (اپنے مزار میں) زندہ ہے، اسے رزق دیا جاتا ہے۔ حدیث پاک میں یہ بھی آتا ہے کہ جو آدمی جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہوتا ہے، قبر کے فتنے سے اللہ پاک اسے محفوظ رکھتا ہے۔ [رواہ ابن ماجہ]

جن پر جمعہ فرض ہے

ہر مسلمان مرد جو آزاد ہے، بالغ، عقل مند، تندرست اور مقیم ہے، اس پر جمعہ فرض ہے۔

جن پر جمعہ فرض نہیں

عورت، غلام، قیدی، نابالغ، مخبوط الحواس، بیمار، اپاہج، مسافر۔

ہاں! اگر مسافر، مریض اور عورتیں نماز میں شریک ہو جائیں تو ان کی نماز درست ہو گی اور ظہر ان کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی۔ [کتب فقہ]

ننگے سر نماز پڑھنا منع ہے

﴿وَ اِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ --- [النساء:۱۴۲]

"اور جب کھڑے ہوتے ہیں نماز کی طرف تو کھڑے ہوتے ہیں

کاہل بن کر (وہ بھی عبادت کی نیت سے نہیں) بلکہ لوگوں کو دکھانے کے لیے اور نہیں ذکر کرتے اللہ تعالیٰ کا مگر تھوڑی دیر''---

معلوم ہوا کہ نماز میں سستی کرنا منافقوں کی علامت ہے۔اس سستی کی کئی صورتیں ہیں، بلاوجہ مسجد میں حاضر نہ ہونا، جماعت سے بلاوجہ نماز نہ پڑھنا، پیچھے مسجد میں پہنچنا، بغیر کرتے یا بغیر ٹوپی کے سستی کے طور پر نماز پڑھنا، ارکان نماز درست ادا نہ کرنا، ان سب سے بچنا چاہیے۔

[نور العرفان]

﴿یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ﴾---[الاعراف:۳۱]

''اے اولادآدم! لو زینت اپنے نزدیک ہر مسجد کے''---

اربابِ تفسیر فرماتے ہیں کہ اس آیت پاک میں زینت سے مراد وہ لباس ہے جو جسم انسانی کے ضروری پوشیدگی حصوں کا ستر کر سکے اور مسجد سے مراد نماز ہے، لہٰذا نمازی پر فرض ہے کہ لباس ستر پہن کر نماز پڑھے، مگر جب کہ قرآن نے لباس یا ثیاب نہیں فرمایا بلکہ زینت فرمایا ہے اور زینت لغوی معنی کے لحاظ سے آرائش و زیبائش پر دال ہے تو اس میں ارشاد ہے کہ خصوصی حاضری میں زیبائش ہونا چاہیے، لہٰذا لباس ستر سے زائد ہر وہ لباس جو شرعاً جائز ہو اور باعث زینت ہو (مثلاً شلوار، قمیص عمامہ وغیرہ) مسنون و مستحب اور مستحسن ہے۔

[تفسیر احمدیہ، صفحہ ۲۷۳]

قطب ربانی حضرت سیدی عبد الوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ کشف الغمہ شریف، صفحہ ۸۵، جلد نمبر ۸ میں فرماتے ہیں:

وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَـأْمُرُ بِسَتْرِ الرَّأْسِ فِي الصَّلَاةِ بِالْعِمَامَةِ أَوِ الْقَلَنْسُوَةِ، وَيَنْهٰى عَنْ كَشْفِ الرَّأْسِ فِي الصَّلَاةِ---

''نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں عمامہ یا ٹوپی سے ستر سر کا حکم دیا کرتے تھے''---

① حضرت پیر پیراں شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (نماز تو نماز) ویسے بھی لوگوں کے سامنے ننگے سر رہنا مکروہ ہے۔[غنیۃ الطالبین]

② صاحب فتاویٰ ثنائیہ کے محشی لکھتے ہیں، ہمیشہ ننگے سر کو نماز کا شعار بنانا، ایجادِ بندہ ہے اور خلافِ سنت (بدعت) ہے۔ [فتاویٰ ثنائیہ]

رسم بد

اس رسم بد (ننگے سر کو) جو پھیل رہی ہے، بند ہونا چاہیے، اگر فیشن کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز مکروہ ہوگی، اگر کسی اور سستی کی وجہ سے ہے تو یہ منافقوں کی ایک خصلت (عادت) سے مشابہ ہوگا، غرضیکہ ہر لحاظ سے ناپسندیدہ عمل ہے۔

[فتاویٰ علماء اہل حدیث، صفحہ ۲۹۱، جلد ۳]

اور نماز میں سر ننگا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ صاحب بدائع صنائع، جلد ۱، صفحہ ۲۱۹ پر فرماتے ہیں:

وَ الْمُسْتَحَبُّ اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ فِي ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ قَمِيْصٍ وَ اِزَارٍ وَ عِمَامَةٍ---

"اور مستحب یہ ہے کہ مرد تین کپڑوں میں نماز پڑھے، قمیص، ازار و عمامہ"---

فقہ حنفی میں ہے، بلاوجہ ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے کہ اس میں مَاْمُوْرٌ بِهَا کا ترک ہے۔

[فتح القدیر صفحہ ۳۴۵، جلد ۱/ بحر الرائق صفحہ ۲۵، جلد ۲/ تنویر الابصار، در المختار، شامی، مراقی الفلاح، صفحہ ۲۱۶]

تفسیر قرآن واحادیث وفقہ کی روشنی سے ثابت ہے کہ ننگے سر نماز پڑھنا منع ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ نماز کے تقدس واہمیت کو پامال نہ کرے، کیوں کہ ننگے سر نماز پڑھنے سے نماز کامل نہیں رہتی، نقص پڑ جاتا ہے۔

تحية الوضو

وضو سے فارغ ہو کر "اگر وقت مکروہ نہ ہو تو" اعضائے وضو خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص وضو کرے اور اطمینان سے ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔

[مسلم شریف]

غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز نفل پڑھنا مستحب ہے۔ وضو کے بعد بدن خشک ہونے سے پہلے فرض وغیرہ پڑھے تو قائم مقام تحیۃ الوضو ہو جائیں گے۔ [ردالمحتار]

نماز اشراق

یہ نماز سورج نکلنے کے کم از کم بیس منٹ بعد پڑھی جاتی ہے، دو چار رکعتیں جیسے موقع ہو پڑھے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز کے بعد ذکر خدا کرتا رہے، یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو جائے یعنی طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد دو رکعتیں پڑھے، تو اسے پورے حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔

نماز چاشت

سورج جب خوب بلند ہو جائے اور دھوپ میں تیزی آنے لگے تو یہ وقت نماز چاشت کا ہے اس وقت کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں پڑھی جا سکتی ہیں اور افضل بارہ ہیں، حدیث میں ان کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے نماز چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بنائے گا۔

نماز چاشت کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال تک ہے۔ زوال سے پہلے یہ نماز پڑھ لینی چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے تو پڑھے۔ [ردالمحتار]

صلوۃ الاوّابین

نماز مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھنا مستحب ہے، خواہ ایک سلام سے پڑھے یا تین سلام سے، یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے۔ ان میں پہلی دو رکعتیں سنت موکدہ ہوں گی، باقی چار نفل۔ [درمختار، فتاویٰ رضویہ]

حضور نبی کریم ﷺ نے اس نماز کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کہے تو اس کے نامہ اعمال میں بارہ برس کی عبادت کے برابر ثواب لکھا جائے گا۔ دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ [ترمذی شریف]

نماز تہجد

عشاء کے فرض اور سنتیں وغیرہ پڑھنے کے بعد کچھ دیر ہو جائے، پھر رات کو جس وقت بھی آنکھ کھلے، اس وقت نوافل ادا کرے، ان نوافل کو نماز تہجد کہتے ہیں۔ اس نماز کی تعداد سنت کے مطابق آٹھ ہے اور بزرگان دین کا معمول بارہ رکعت ہے۔ اس میں قراءت کا اختیار ہے، اگر قرآن مجید میں سے یاد نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں کم از کم تین بار سورہ اخلاص پڑھے، جتنی رکعتیں پڑھے گا اتنے ہی ختم قرآن پاک کا ثواب ملے گا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ ہر رات میں جب پچھلی تہائی باقی رہتی ہے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی دعا کرنے والا اس کی دعا قبول کروں، ہے کوئی مانگنے والا کہ اس کو دوں، ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اس کو بخشش دوں۔

[بخاری شریف، مسلم شریف]

اور پندرھویں شعبان کی رات کو اور رمضان المبارک کی آخری دس راتوں اور ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں شب بیداری مستحب ہے۔ ان راتوں میں نفل نمازیں پڑھنا اور تلاوت قرآن پاک اور حدیث پڑھنا اور سننا اور درود شریف اور دوسرے ذکر و اذکار میں مصروف رہنا شب بیداری ہے نہ کہ صرف جاگنا۔ [رد المحتار]

صلوٰۃ تسبیح

حدیث شریف میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ تسبیح پڑھنے والے کے گناہ بخش دے گا، اگلے پچھلے، نئے پرانے، چھوٹے بڑے، ظاہر اور پوشیدہ، سہواً یا عمداً، ہر قسم کے، پھر ارشاد فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکے ہر مہینے میں ایک بار اور پھر بھی نہ کر سکو تو سال میں ایک بار، ورنہ ساری زندگی میں ایک بار۔ [ترمذی شریف]

حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ اس نماز کا طریقہ اور ترتیب اس طرح سے ہے کہ نمازی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَ لَا اِلٰہَ غَیْرُکَ پڑھے، پھر پندرہ بار یہ تسبیح پڑھے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَکْبَرُ پھر تعوذ اور تسمیہ، سورہ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے اور پھر رکوع میں یہی تسبیح دس بار پڑھے، پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ کے بعد دس بار پڑھے، پھر سجدہ کرے اور سجدہ میں دس بار پڑھے، پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس بار پڑھے، پھر سجدے میں جا کر دس بار پڑھے، یونہی چار رکعت پوری کرے۔ اس طرح ہر رکعت میں پچھتر (۷۵) بار پڑھے، اس طرح چار رکعتوں میں تین سو بار پڑھے۔ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کے بعد پڑھے، اسی طرح سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد پڑھے اور اگر نماز میں کسی غلطی کے باعث سجدہ سہو واجب ہو تو سہو میں تسبیح نہ پڑھے۔ تسبیح انگلیوں پر نہ گنے بلکہ دل میں شمار کرے، ورنہ انگلیاں دبا کر۔ [رد المحتار، عالم گیری]

نماز کے الفاظ

ثنا

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰى جَدُّكَ وَ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ---

''پاک ہے تو اے اللہ اور میں تیری حمد کرتا ہوں، تیرا نام برکت والا ہے اور تیری عظمت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں''---

تعوذ

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ---

''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی، شیطان مردود سے''---

تسمیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ---

''اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان بڑی رحمت والا ہے''---

سورہ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّالِّينَ ۝---

''سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سارے جہاں والوں کا، بڑا مہربان بڑی رحمت والا، روز جزا کا مالک ہے، ہم بس تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی مدد چاہتے ہیں، ہم کو سیدھا راستہ چلا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے، نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا''---

سورہ اخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُولَدْ ۝ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ ۝---

''تم فرماؤ وہ اللہ ہے، وہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی''---

تسمیع

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ---

''جو اس کی حمد کرے اللہ اس کی سنتا ہے''---

تحمید

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ---

''اے ہمارے رب! حمد تیرے ہی لیے ہے''---

تشہد

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُولُهٗ---

''تمام عبادتیں، نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ کے لیے ہیں، سلام حضور پر،

اے نبی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں، سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں"---

درود شریف (ابراھیمی)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ---

"اے اللہ! درود بھیج ہمارے سردار محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر، جس طرح درود بھیجا تو نے ہمارے سردار ابراہیم پر اور ان کی آل پر بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر، جیسے برکت نازل کی تو نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے"---

دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَ ارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ---

"اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور بے شک تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں، تو اپنی طرف سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر، بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے"---

یا یہ دعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ---

''اے اللہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں نیکی دے اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا''---

دعا قنوت

جو وتر کی تیسری رکعت میں سورت کے بعد رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر پڑھی جاتی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نُؤْمِنُ بِکَ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَ نُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَ نَشْکُرُکَ وَ لَا نَکْفُرُکَ وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ لَکَ نُصَلِّیْ وَ نَسْجُدُ وَ اِلَیْکَ نَسْعٰی وَ نَحْفِدُ وَ نَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَ نَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ---

''الٰہی! ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں اور مغفرت چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر توکل کرتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں، ناشکری نہیں کرتے اور اس شخص کو الگ کرتے اور چھوڑتے ہیں جو تیری نافرمانی کرے۔ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے اور تیری طرف دوڑتے ہیں اور خدمت کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے''---

مقتدی کی اقسام

مقتدی کی چار قسمیں ہیں:

①......مدرک، ②......لاحق، ③......مسبوق، ④......مسبوق لاحق

مدرک

مدرک وہ ہے جس نے ساری نماز اوّل تا آخر امام کے ساتھ ادا کی۔

لاحق

لاحق وہ ہے جس کی کل یا بعض رکعت اقتدا اور تحریمہ کے بعد کسی عذر کی وجہ سے

فوت ہو جائیں۔

مسبوق

مسبوق وہ ہے جس کی اقتدا سے پہلے امام سب یا بعض رکعتیں پڑھ چکا ہو اور یہ آخری رکعت کے بعد یا پہلی یا دوسری رکعت میں ملا ہو۔

مسبوق لاحق

مسبوق لاحق وہ ہے جو دوسری رکعت میں امام کے ساتھ ملا ہو اور پھر تیسری رکعت میں سو گیا یا اسے حدث ہو گیا ہو اور امام کے دو رکن ادا کرنے یا پوری نماز ادا کرنے کے بعد شامل ہوا یا وضو سے فارغ ہوا۔ [شامی]

اور باقی اپنی نماز اس طرح ادا کرے، مثلاً ظہر کی نماز میں مقتدی نے چوتھی رکعت امام کے ساتھ پائی اور اب امام کے سلام پھیرنے کے بعد ان تینوں رکعتوں کو اس طرح ادا کرے کہ اوّل آخر میں ثنا، تعوذ، تسمیہ اور فاتحہ مع سورت پڑھ کر رکوع کرے، سجدے کے بعد تشہد پڑھے اور اب تشہد کے بعد دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو، اس میں بھی قراءت کرے مگر تشہد کے لیے نہ بیٹھے اور پھر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے، اس میں فاتحہ کے بعد سورت نہ پڑھے، یہ تیسری رکعت ہے، اور جو امام کے ساتھ ادا کی تھی وہ پہلی۔ غرض مسبوق اپنی بقایا نماز اس طرح ادا کرے جیسے اس کی فوت ہوئی ہیں، یعنی دو رکعت بھری ہوئی اور ایک خالی۔ [درمختار]

مقتدی لاحق

لاحق اپنی نماز اس طرح ادا کرے کہ جیسے اس کا امام مشغول ہے۔ اپنی ترکیب نماز چھوڑ کر مل جائے، مثلاً یہ پہلی رکعت کے سجدے میں سو گیا یا اس کو حدث ہو گیا اور اس کے جاگنے اور وضو سے فارغ ہونے تک امام دوسری رکعت کے قعدے تک جا پہنچا تو اب لاحق کے لیے یہ ہے کہ سجدہ دوبارہ کرے، پھر تمام ارکان ترتیب سے ادا کرے، گو اس کا امام آگے بڑھتا جائے اور یہاں تک کہ امام نماز سے فارغ ہو جائے تب بھی یہ لاحق اپنی نماز نہ چھوڑے، بلکہ اپنی ترتیب سے اپنے امام کی پیروی کرے، اس کا نام اقتدا ہے، اس لیے کہ لاحق مدرک کے ہے

نہ فوت شدہ رکعتوں میں قراءت پڑھے گا اور نہ سجدہ سہو اپنے سہو سے کرے گا۔ [درمختار]

مسبوق

مسبوق لاحق پہلے اس رکعت کو ادا کرے جو اقتدا کی حالت میں فوت ہوئی، مثلاً چار رکعت والی نماز میں کوئی شخص دوسری رکعت میں شامل ہوتا ہے اور تیسری رکعت میں اسے حدث ہو جاتا ہے یا سو جاتا ہے تو بعد وضو یا بیداری کے پہلے تیسری رکعت کو بلا قراءت ادا کرے، اگر امام اس کو آخری قعدے تک مل جائے تو خیر ورنہ سب ارکان جو اس کا امام کر گیا ہے اخیرہ قعدے تک، پھر یہ بھی تبعاً ادا کرے، بعد ادائیگی قعدہ اخیرہ دو رکعت جو اقتدا سے پہلے فوت ہوئیں ان کو ادا کرے، اس رکعت میں ثنا، تعوذ، تسمیہ، سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ سب پڑھے، اس رکعت میں جس میں مسبوق ہے قراءت کے حکم میں منفرد کی مانند ہے اور ان رکعتوں میں جس میں لاحق حکماً امام کے پیچھے اس لیے قراءت نہیں پڑھے گا بلکہ مقدار قراءت خاموش رہے گا۔

اگر امام کے سلام سے پہلے کھڑا ہو کر اپنی نماز بقایا کو ادا کیا، تو ہو سکتی ہے یا کہ نہیں، اگر امام کے قدر تشہد بیٹھنے سے پہلے یہ قیام یا قراءت سے فارغ ہو جائے گا تب تو عذر، اور عذر کے بغیر نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر قدر تشہد بیٹھنے کے بعد بلا عذر سلام سے پہلے کھڑا ہو جائے تو اگرچہ وہ نماز فاسد ہو جائے گی لیکن مکروہ تحریمی ہوگی، اگر عذر کے بعد قعدے کے بعد سلام سے پہلے کھڑا ہو گیا تو جائز ہے۔ [شامی، عالم گیری]

وہ عذر کیا کیا ہیں، جن کے سبب سے مسبوق مقتدی کو امام کے سلام سے پہلے کھڑا ہونا اور اپنی بقایا نماز کو ادا کرنا جائز ہے، اس شرط کے ساتھ کہ قدر تشہد امام کے ساتھ بیٹھ گیا

وہ عذر یہ ہیں:

① بے وضو ہو جانے کا خوف

② وقت کے نکل جانے کا خوف

③ مسح کی مدت کے ختم ہو جانے کا خوف

④ سامنے سے آدمی کے گزر جانے کا خوف۔ [درمختار]

مقتدی نے امام کو قعدے میں پایا تو تکبیر تحریمہ سیدھے کھڑے ہونے کی حالت میں کرے، پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا قعدے میں جائے۔ [عالم گیری]

رکوع وسجدے میں پائے تب بھی یونہی کرے، اگر پہلی تکبیر کہتا ہوا جھکا اور حد رکوع تک پہنچ گیا تو سب صورتوں میں نماز نہ ہوگی۔ [بہار شریعت]

مسبوق نے جب امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی نماز شروع کی تو قراءت میں رکعت اوّل قرار دی جائے گی، حق تشہد میں پہلی نہیں بلکہ دوسری، تیسری اور چوتھی جو شمار میں آئے مثلاً تین، چار رکعت والی نماز میں جو اسے ملی تو حق تشہد میں یہ جو اب پڑھتا ہے دوسری ہے، لہٰذا ایک رکعت میں فاتحہ مع سورت پڑھے اور قعدہ کرے اور اگر فاتحہ یا سورت ملانا ترک کی عمداً تو اعادہ واجب ہے۔ اور اگر سہواً ہوئی تو سجدہ سہو کرے، پھر اس کے بعد والی رکعت میں بھی فاتحہ مع سورت پڑھے اور اس میں نہ بیٹھے، پھر اس کے بعد والی میں فاتحہ پڑھ کر رکوع کرے اور تشہد وغیرہ پڑھ کر ختم کر دے۔ دو رکعت ملی ہیں اور دو جاتی رہی ہیں، تو ان دونوں میں قراءت کرے، ایک میں بھی فرض قراءت ترک کیا تو نماز نہ ہوئی۔ [درمختار]

چار باتوں میں مسبوق مقتدی کے حکم میں ہے، اس کی اقتدا نہیں کی جاسکتی مگر امام اسے خلیفہ بنا سکتا ہے، مگر خلیفہ ہونے کے بعد سلام نہ پھیرے گا، اس کے لیے دوسرے کو خلیفہ بنائے گا، بالاجماع تکبیرات تشریق کہے گا۔ اگر نئے سرے سے نماز پڑھے اور اس نماز کو قطع کرنے کی نیت سے تکبیر کہے تو نماز قطع ہو جائے گی، بخلاف منفرد کے کہ اپنی فوت شدہ نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا، امام کو سجدہ سہو کرنا ہے، اگرچہ اس کی نماز کے پہلے ترک شدہ وقت ہوا ہو تو اسے حکم ہے لوٹ آئے۔ اگر اپنی رکعت کا سجدہ نہ کر چکا ہو اور نہ لوٹا ہو تو آخر میں سجدہ سہو کرے۔ [درمختار]

مقتدی کو چاہیے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی کھڑا نہ ہو جائے بلکہ اتنی دیر صبر کرے کہ معلوم ہو جائے کہ امام کو سجدہ سہو کرنا ہے مگر جب وقت میں تنگی ہو۔ [درمختار]

احکام مسجد کا بیان

اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾---[التوبۃ:۱۸]

''اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں''---

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مرد کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا گھر میں یا بازار میں پڑھنے سے پچیس درجے زائد ہیں اور یہ اس طرح کہ جب اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے لیے نکلتا ہے تو جو قدم چلتا ہے اس سے درجہ بلند ہوتا ہے اور گناہ مٹتا ہے اور جب نماز ادا کرتا ہے تو ملائکہ برابر اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں، جب تک وہ اپنے مصلیٰ پر ہے اور جب تک نماز کا انتظار کر رہا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب گھر سے نکلتا ہے واپسی تک نماز پڑھنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔

[ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ]

فضیلت بنائے مسجد

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص اللہ کے لیے مسجد بنائے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مکان بناتا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس وقت ایسے مرد کو دیکھو جو مسجد کی خبر گیری کرتا ہے تو اس کے ایمان کی گواہی دو کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ کی مساجد کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔[مشکوٰۃ شریف]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ رحمت میں داخل کرے گا، جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

امام عادل، وہ جوان جو اللہ کی عبادت میں اپنی جوانی خرچ کرتا ہو اور وہ مرد جس کا دل مسجد سے لگا ہوا ہو جس وقت کہ اس سے نکلتا ہو یہاں تک کہ پھر اس کی طرف لوٹے،

دو ایسے اشخاص کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہوں، اس کی محبت میں جمع ہوتے ہوں اور اسی کی محبت میں جدا ہوتے ہوں اور وہ شخص جو تنہائی میں خدا کو یاد کرتا ہو اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوں۔ [مشکوۃ شریف]

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اندھیروں میں مسجد کی طرف جانے والوں کو کامل نور کی خوش خبری سنا دو۔ [مشکوۃ شریف]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمین کا وہ ٹکڑا جس پر نماز ادا کی جاتی ہے یا ذکر خدا کیا جاتا ہے وہ اردگرد کے تمام قطعات پر فخر کرتا ہے اور آسمان کی بلندیوں سے زمین کی تہہ تک مسرت و شادمانی محسوس کرتا ہے۔ [مکاشفة القلوب]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جو شخص مسجد میں چراغ جلاتا ہے، جب تک اس چراغ کی روشنی سے مسجد منور رہتی ہے حاملین عرش اور تمام فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ [مکاشفة القلوب]

رمضان کی فضیلت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا کہ اے لوگو! ایک بڑی عظمت والا اور بڑی برکت والا مہینا قریب آ رہا ہے، وہ ایسا مہینا ہے جس کی ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مہینا کے دن میں روزہ رکھنا فرض قرار دیا ہے اور اس کی راتوں میں تراویح پڑھنا نفل قرار دیا ہے۔ یعنی فرض نہیں بلکہ سنت ہے، جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں خوشی سے خود ایک نیک کام کرے گا تو ایسا ہوگا کہ غیر رمضان فرض ادا کیا ہو، اگر اس مہینے میں فرض ادا کیا ہو تو وہ غیر رمضان کے ستر فرضوں کے برابر ہوگا۔ یہ صبر کا مہینا ہے اور غریب، حاجت مندوں کے ساتھ مالی ہمدردی کا مہینا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ روزے کے ذریعے مومن کو خدا کی راہ میں چلنے اور خواہشات نفسانی پر قابو پانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ آدمی سحری سے لے کر غروب آفتاب تک کھاتا پیتا نہیں اور نہ بیوی کے پاس جاتا ہے، اس سے اس کے اندر خدا کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اس کو مشق کرائی جاتی ہے کہ وقت آنے پر وہ اپنے جذبات وخواہشات اور اپنی بھوک و پیاس پر قابو رکھ سکے۔ دنیا میں مومن کی مثال میدانِ جنگ میں سپاہی کی سی ہے، جسے شیطانی خواہشوں اور بری طاقتوں سے لڑنا ہے، اگر اس کے اندر صبر کی صفت نہ ہو تو

حملے کی ابتدا ہی میں اپنے آپ کو دشمن کے حوالے کردے گا۔

اور یہ ہمدردی کا مہینا ہے، ہمدردی کا مطلب یہ ہے کہ جس روزہ دار کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا ہے، اسے چاہیے کہ بستی کے حاجت مندوں کو خدا کے دیے ہوئے انعام میں شریک کرے اور ان کے لیے سحری و افطاری کا انتظام کرے۔

قیام رمضان کا اجراء

مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے، جس شخص نے ایمانی کیفیت کے ساتھ اور اجر و ثواب کی نیت سے رمضان شریف کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے گناہوں کو معاف کردے گا۔

جس نے رمضان کی راتوں میں ایمانی کیفیت اور اجر آخرت کی نیت سے نماز پڑھی تو اس کے پہلے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا۔

روزے کے مفسدات

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الصِّيَامَ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَإِنِ امْرُؤٌ شَاتَمَهُ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ ---[مسند امام احمد]

"نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی روزے میں ہو تو اپنی زبان سے فحش بات نہ نکالے اور نہ شور و ہنگامہ کرے اور اگر کوئی اسے گالی گلوچ کرے یا لڑائی پر آمادہ ہو تو روزے دار کو کہنا چاہیے کہ میں روزے سے ہوں، (بھلا میں کس طرح گالی دے سکتا ہوں یا لڑائی کرسکتا ہوں)"---

روزے کی شفاعت

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ، يَقُولُ الصِّيَامُ : رَبِّ إِنِّي مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ، وَيَقُولُ الْقُرْآنُ : مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ فَيُشَفَّعَانِ----

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا، روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا، اے میرے رب! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے اور دوسری لذتوں سے روکا تو یہ رکا رہا، تو (اے میرے رب) اس شخص کے بارے میں میری سفارش قبول کر، اور قرآن کہے گا، میں نے اس کو رات میں سونے سے روکا، (اپنی میٹھی نیند چھوڑ کر نماز میں قرآن پڑھتا رہا) تو اے خدا! اس شخص کے بارے میں سفارش قبول فرما، اللہ تعالیٰ جل شانہ ان دونوں کی سفارش قبول فرمائے گا''---

روزے کی روح

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَ الْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ اَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَ شَرَابَهُ---[بخاری شریف]

''رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے روزہ رکھنے کے باوجود جھوٹ بات کہی اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں کہ وہ بھوکا اور پیاسا رہے''---

یعنی روزہ فرض کرنے سے اللہ تعالیٰ کا مقصود انسان کو نیک بنانا ہے، اگر وہ نیک ہی نہ بنا اور سچائی پر اپنی زندگی کی عمارت نہ اٹھائی اور رمضان المبارک میں بھی باطل اور ناحق بات کہتا رہا اور کرتا رہا اور رمضان کے علاوہ بھی اس کی زندگی میں سچائی دکھائی نہیں دیتی تو ایسے شخص کو سوچنا چاہیے کہ وہ آخر کیوں صبح سے شام تک کھانے سے رکا رہا۔ حدیث مذکورہ سے پتہ چلتا ہے کہ روزے دار کو روزہ رکھنے کا مقصد، اس کی اصل روح سے واقف ہونا چاہیے کیوں کہ کھانا پینا چھوڑ رکھا ہے۔

ریا سے پرہیز

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی جب روزہ رکھے تو تیل لگائے تاکہ اس پر روزے کا اثر اور نشان دکھائی نہ دے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ روزے دار کو چاہیے کہ اپنے روزے کی نمائش سے بچے، نہا دھولے، تیل لگالے تاکہ

روزے کی وجہ سے پیدا ہونے والی سستی دور ہو جائے اور ریا کے پیدا ہونے کا دروازہ بند ہو جائے۔

سحری کی تاکید

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً---[مشکوٰۃ شریف]

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سحری کھایا کرو، اس لیے کہ سحری میں برکت ہے"---

افطاری کی فضیلت

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو روزے دار کو افطاری کرائے یا غازی کو سامان دے تو اسے ان ہی کی طرح ثواب ہے۔

[مشکوٰۃ شریف]

علم کا بیان

علم ایک ایسی نعمت ہے کہ جس کے بغیر انسان کسی کام کا نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہے کہ جس سے انسان ترقی کے زینہ پر چڑھتا ہے اور یہ ایک ایسی برکت ہے کہ جس کے بغیر انسان اپنے خالق و مالک کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ ایک ایسا نورانی آفتاب ہے جس گھر میں اس کی نورانی شعاعیں نہیں پڑتیں وہ گھر تاریک اور ظلمت کدہ ہے، یہ ایک ایسا زیور ہے جس کے بغیر انسان کسی علمی مجلس میں بات کرنے کے قابل نہیں ہوتا، یہ ایک ایسا ہنر ہے کہ جس نے اس میں کمال حاصل کیا وہ کبھی بھی تکلیف نہیں اٹھاتا، یہ ایک ایسا زبردست ہتھیار ہے کہ جس نے پکڑ لیا اس کے مقابلے میں کوئی نہیں آسکتا، آج جو قومیں عروج پر ہیں وہ اسی کی بدولت ہیں۔

علم کی فضیلت میں قرآن پاک کی بے شمار آیات ہیں۔ چناں چہ من جملہ چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔ رب ذوالجلال نے سورۃ المجادلہ میں ارشاد فرمایا:

﴿يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ o﴾ --- [المجادلة:١١]

''اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم عطا کیا گیا اور اللہ تعالیٰ ان اعمال سے جو تم کررہے ہو باخبر ہے''---

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ علماء کے درجات ایمان داروں پر سات سو درجہ ہوں گے، دو درجوں کے درمیان فاصلہ پانچ سو برس کی راہ ہوگا۔

[احیاء العلوم]

اللہ جل شانہ سورہ البقرہ میں فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾---[البقرۃ:۲۶۹]

''وہی سمجھ دیتا ہے، جس کو سمجھ مل گئی تو بے شک اس کو بڑی خوبی مل گئی''---

رب ذوالجلال سورہ الزمر میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾---

''کہہ دیجیے اے محمد لوگوں کو کہ کہیں برابر ہوتے ہیں جاننے والے اور نہ جاننے والے''---

یعنی جو لوگ اللہ کی صفات وذات اور اس کے احکام سے واقف ہیں اور جو ان باتوں سے بے خبر ہیں، ان کا درجہ ان کے درجے کے برابر ہرگز نہیں۔

اللہ تعالیٰ سورہ رعد میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ كَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ٥﴾---

''فرمادیجیے کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ میرے اور تمہارے درمیان اور وہ لوگ کہ جن کو کتاب کا علم ہے''---

اللہ جل شانہ سورہ النمل میں فرماتے ہیں:

﴿قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ﴾---

''بولا ایک شخص جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اس کو حضور میں

لائے دیتا ہوں اس سے پہلے کہ لوٹے آپ کی طرف آپ کی آنکھ"---

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ اہل علم کا ذکر کرتے ہیں:

﴿وَ قَالَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾---[القصص:۸۰]

"اور بولے وہ لوگ جن کو علم ملا تھا، تم پر افسوس اللہ کا ثواب بہتر ہے اس کے لیے جو ایمان لایا اور نیک عمل کیے"---

اس آیت میں بیان فرمایا کہ آخرت کی بزرگی علم سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ مَا يَسْتَوِى الْأَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ o﴾---[فاطر:۱۹]

"اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں"---

یعنی جس کو علم اور سوجھ ہے اور وہ اللہ کے تمام احکام پر چلتا ہے اور اس کی رضامندی ڈھونڈتا ہے اور وہ شخص جو علم نہ رکھتا ہے اور نہ سوجھ بوجھ، وہ دین کی باتوں میں اندھا ہے، ہاں دنیا کے کاموں میں خوب چوکس ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ طٰہٰ میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾---

"اے محمد! فرمادیجیے کہ اے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما"---

باری تعالیٰ سورۃ آل عمران میں فرماتے ہیں:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَ الْمَلَائِكَةُ وَ أُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ o﴾---[آل عمران:۱۸]

"اللہ گواہ ہے کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اس کے سوا، فرشتے اور علم والے گواہ ہیں کہ وہ عالم کو سنبھالے ہوئے ہے انصاف سے، کوئی معبود نہیں سوائے اس کے، زبردست ہے حکمت والا ہے"---

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی ذات پاک سے شروع فرمایا، پھر دوسرے مرتبے میں فرشتوں کا ذکر کیا اور تیسرے درجے میں علم والوں کا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ علم کی فضیلت و بزرگی کے واسطے یہی آیت کافی ہے۔

آیت مذکورہ بالا سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ علم اور صاحب علم کی بزرگی اور عظمت تمام چیزوں سے بڑھ کر ہے، اسی واسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی عظمت اور خوبی کو ظاہر اور واضح فرمایا۔ بے شمار احادیث علم کی فضیلت اور بزرگی میں آئی ہیں، چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کی نسبت خدا بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دین میں فقیہی یعنی سمجھ دار بناتا ہے اور میں بے شک تقسیم کنندہ علم و فقہ ہوں اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الْفِقْهُ وَ أَفْضَلُ الدِّيْنِ الْوَرَعُ--- [بخاری شریف]

''سب سے بہتر عبادت فقہ اور سب سے بہتر دین پرہیز گاری ہے''---

حدیث شریف میں درج ہے کہ ایک روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے عرض کیا، یارسول اللہ! کون سا عمل بہتر اور افضل ہے، فرمایا ''علم'' دوسری بار پھر عرض کیا تو پھر فرمایا ''علم''، تب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، کون سا علم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ قَلِيْلَ الْعَمَلِ مَعَ الْعِلْمِ كَثِيْرٌ وَ كَثِيْرُ الْعَمَلِ مَعَ الْجَهْلِ قَلِيْلٌ---

''علم کے ساتھ تھوڑا عمل بہت ہے اور بہت عمل جہالت کے ساتھ تھوڑا ہے''---

معلوم ہوا کہ کوئی بزرگی اور مرتبہ علم کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْعِلْمُ شَاعِرَةُ الْإِيْمَانِ وَ مِصْبَاحُ الْإِسْلَامِ---

یعنی ''علم ایمان کا پھل اور اسلام کی روشنائی ہے''---

یعنی جس شخص کو علم حاصل نہیں اسے لذت ایمانی حاصل نہیں۔

علماء ، فضلاء کی بزرگی و فضیلت

علماء وفضلاء کی بزرگی وعظمت میں بہت حدیثیں پائی جاتی ہیں، چناں چہ چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَقِیْہٌ وَّاحِدٌ أَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ---[ترمذی، ابن ماجہ]

"ایک فقیہ، شیطان پر ہزار عابد سے باعتبار غلبہ کے زیادہ بھاری بوجھ ہے"---

اس سے پتہ چلا کہ جو شخص بغیر علم کے عبادت اور زہد وریاضت کرے اور دوسرا علم حاصل کر کے عبادت کرے، ان دونوں کی عبادتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ عالم اور عابد کی عبادت میں فرق ہے۔

کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دمشق میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ابو درداء! میں تمہاری خدمت میں مدینہ رسول سے صرف ایک حدیث کے لیے آیا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ وہ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، اس کے سوا مجھے کوئی مطلب نہیں۔ انہوں نے اس کے شوق طلب کی فضلیت کے لیے فرمایا کہ بے شک میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ جو شخص ایسی راہ پر چلے جس میں وہ علم کی طلب کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی راہ پر چلاتے ہیں اور بے شک فرشتے اپنے پروں کو علم کی رضا کے لیے بچھا دیتے ہیں اور پانی میں مچھلیاں استغفار کرتی ہیں اور بے شک عالم کی بزرگی عابد پر ایسی ہے جیسے چاند کی تمام ستاروں پر ہے اور بے شک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور بے شک انبیاء علیہم السلام دیناروں اور درہم کے مورث نہیں ہوئے وہ تو علم کے ہی مورث ہوئے ہیں، جس نے اس کو حاصل کیا اس نے دین کا پورا حصہ حاصل کیا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَ إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَۃُ الْأَنْبِیَاءِ---

"علماء، انبیاء کے وارث ہیں"---

مسلمانوں میں یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ نبوت کے درجے سے بڑھ کر کوئی اور رتبہ نہیں، اس رتبے کی وراثت سے بڑھ کر اور کوئی رتبہ نہیں، پس اس رتبے کی وراثت سے بڑھ کر اور کوئی شرف بھی نہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عالم کے واسطے زمین و آسمان میں جو چیز ہے، مغفرت طلب کرتی ہے "پس" اس سے بڑھ کر کون سا منصب ہوگا، جس منصب والے کے لیے آسمان اور زمین کے فرشتے مغفرت چاہتے ہیں۔ [احیاء العلوم]

قیامت کے دن شفاعت کرنے والے لوگ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کریں گے، انبیاء، پھر علماء، شہداء۔ اس حدیث سے علم کا بڑا رتبہ ثابت ہوتا ہے۔ [مشکوۃ شریف]

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، والدین کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے، کعبہ شریف کی زیارت کرنا عبادت ہے، عالم کے چہرے کی زیارت بھی عبادت ہے، جس شخص نے عالم کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی، جس نے عالم سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا، جو عالم کی مجلس میں بیٹھا وہ گویا میری مجلس میں بیٹھا، جو دنیا میں میری مجلس میں بیٹھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کی دن اسے میرے ساتھ بٹھائے گا۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص بڑے کی عزت اور چھوٹے پر رحم نہ کرے اور عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں ہے" --- [رواہ احمد]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جنگ احد کے موقع پر جو شہید تھے انہیں دو دو کر کے قبر میں رکھتے پھر فرماتے کہ قرآن شریف کس کو زیادہ یاد ہے، جب ایک کی طرف اشارہ کیا تو اس کو پہلے رکھتے۔ [بخاری شریف]

فضیلت علم

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

① بنی آدم از علم یابد کمال نہ از حشمتِ جاہ و مال و منال

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد علم سے کمال پاتی ہے نہ کہ مرتبے، رعب اور مال واسباب سے"---

انسان کا سب سے بڑا کمال علم ہے، مال و دولت جاہ و منصب اس کے مقابل کچھ وقعت نہیں رکھتا، علوم میں سب سے افضل و اعلیٰ علم دین ہے۔

② چو شمع از پئے علم باید گداخت کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

"موم بتی کی طرح علم کے لیے پگھلنا چاہیے کیوں کہ علم کے بغیر اللہ تعالیٰ کی پہچان اور شناخت نہیں ہو سکتی"---

اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لیے علم حاصل کرنا ضروری ہے اور علم حاصل کرنے کی غرض یہی ہونی چاہیے کہ میں علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل کروں گا اور اس کے احکام کو پورا کروں۔ آدمی علم کے ذریعے ہی اپنے آپ کو پہچان سکتا ہے، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ---

''جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا''---

اس لیے جاہل اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچان سکتا۔

③ کسے را کہ شد در ازل بخت یار   طلب کردن علم کرد اختیار

''جو شخص ازل سے خوش نصیب ہے وہ علم کی طلب کو پسند کرتا ہے''---

یعنی ایسا شخص جو شروع ہی سے بخت والا ہے وہ علم دین کی تلاش میں رہتا ہے، طلب علم دین کی فرضیت حدیث پاک سے ثابت ہے۔

④ برو دامن علم گیر استوار   کہ علمت رساند بدار القرار

''جا علم کا دامن مضبوطی سے پکڑ، اس لیے کہ علم تجھے بہشت میں پہنچائے گا''---

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ طلباء اور باقی لوگوں کو خطاب فرماتے ہیں کہ علم دین حاصل کرو اور علم کا دامن مضبوطی سے پکڑو، کیوں کہ یہی علم تم کو جنت میں پہنچائے گا۔

بعض کتابوں میں آیا ہے کہ جو شخص علم دین کی طلب کے لیے نکلا اور راستے میں فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کو درجہ شہادت کا ثواب دے گا۔

جو شخص علم دین پڑھنے والے کی خدمت کرے، چاہے ٹوٹا ہوا قلم دے دے تو وہ جنتی ہو گا، سبحان اللہ! کیا شان ہے علم دین حاصل کرنے والے کی، جو شخص خود صاحب علم ہو وہ بطریق اولیٰ جنتی ہو گا۔

⑤ ترا علم در دین و دنیا تمام   کہ کار تو از علم گیرد نظام

''تیرے لیے علم، دین و دنیا میں کافی ہے کیوں کہ تیرا کام علم کی وجہ سے درستی حاصل کرے گا''---

علم کے ذریعے دین و دنیا کی ضرورتیں پوری ہو جاتی ہیں اور علم عزت و عظمت میں اضافے کا سبب بھی بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسا علم عطا فرمائے کہ جس پر عمر بھر ہم عمل کریں، آمین ثم آمین

قرآن مجید پڑھنے کے فضائل و آداب

یہی وہ کتاب ہے جس کا دیکھنا، چھونا ثواب، پڑھنا ثواب اور سمجھنا موجب نجات ہے۔

اس موقع پر چند ایک احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

①...... تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور سکھائے۔ [بخاری شریف]

②...... جو مومن قرآن کریم پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ خوشبو بھی اچھی ہے اور مزہ بھی اچھا ہے، جو مومن قرآن مجید نہیں پڑھتا وہ کھجور کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو تو نہیں مگر مزہ شریں ہے اور جو منافق قرآن مجید نہیں پڑھتا وہ اندرائن کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں اور مزہ بھی کڑوا ہے اور جو منافق قرآن مجید پڑھتا ہے وہ پھول کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو ہے مگر مزہ کڑوا ہے۔ [بخاری]

③...... جو قرآن مجید پڑھنے میں ماہر ہے (کہ خوب آسانی و روانی سے پڑھتا ہے) وہ کراماً کاتبین کے ساتھ ہے، جو شخص رک رک کر پڑھتا ہے اور وہ اس پر شائق ہے، یعنی اس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی رک رک کر پڑھتا ہے، اس کے دو اجر (دوہرے ثواب) ہیں۔ [بخاری و مسلم]

④...... جس کے پیٹ میں کچھ قرآن نہیں ہے وہ ویران مکان کی مثل ہے۔ [ترمذی]

⑤...... جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک نیکی ملے گی، جو دس کے برابر ہوگی، میں یہ نہیں کہتا کہ ﴿الم﴾ ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف، لام دوسرا حرف اور میم تیسرا حرف ہے۔ [ترمذی]

⑥...... جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا، اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے اچھی ہوگی، اگر وہ تمہارے گھروں میں ہوتا، تو اب خود اس عمل کرنے والے کے متعلق

تمہارا کیا گمان ہے۔ [ابوداؤد]

⑦......جس نے قرآن پڑھا، اس کو یاد کرلیا، اس کے حلال کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام جانا، اس کے گھر والوں میں سے دس شخصوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا، جن پر جہنم واجب ہوچکی ہوگی۔ [ترمذی]

آداب تلاوت و مسائل قراءت

مسئلہ:

قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے، دیکھنا اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی، یہ سب عبادت ہے۔

مسئلہ:

تلاوت شروع کرتے وقت ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰہ﴾ پڑھنا واجب ہے اور سورت سے پہلے جہاں ﴿بِسْمِ اللّٰہ﴾ قرآن میں لکھی ہوتی ہے ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ پڑھنا سنت ہے۔

مسئلہ:

تلاوت کے دوران کوئی دنیاوی کام کرے ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰہ﴾ اور ﴿بِسْمِ اللّٰہ﴾ پھر پڑھ لے اور دینی کام کیا، مثلاً سلام یا اذان کا جواب دیا یا کلمہ طیبہ وغیرہ اذکار پڑھے، اَعُوْذُ بِاللّٰہ پھر پڑھنا اس کے ذمے نہیں۔ [غنية]

مسئلہ:

جب ختم ہو تو تین بار قُلْ ھُوَ اللّٰہ پڑھنا بہتر ہے۔ [غنية]

مسئلہ:

لیٹ کر قرآن مجید پڑھنے میں حرج نہیں جب کہ پاؤں سمٹے ہوں اور منہ کھلا ہو، یوں ہی چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے جب کہ دل نہ بٹے اور دل بٹے تو مکروہ ہے۔ [غنية]

مسئلہ:

غسل خانوں اور نجاست کی جگہوں میں قرآن پڑھنا ناجائز ہے۔ [غنیۃ]

مسئلہ:

قرآن کریم جب بلند آواز سے پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر سننا فرض ہے جب کہ وہ مجمع سننے کی غرض سے حاضر ہو، ورنہ ایک کا سننا کافی ہے، اگرچہ اور اپنے کاموں میں ہوں۔

[غنیۃ، فتاوئ رضویہ]

مسئلہ:

مجمع میں سب لوگ بلند آواز سے پڑھیں کہ آوازیں ٹکرائیں گی، یہ حرام ہے۔ اکثر مجمعوں جہاں قرآن خوانی ہوتی ہے مثلاً تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں، یہ حرام ہے۔ ایسے موقعوں پر کہ پڑھنے والے جمع ہوئے، حکم ہے کہ آہستہ پڑھیں۔ [درمختار]

مسئلہ:

قرآن کریم پڑھ کر بھلا دینا گناہ ہے، حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ میری امت کے ثواب (کے کام) مجھ پر پیش کیے گئے، یہاں تک کہ جو مسجد سے آدمی نکال دیتا ہے اور میری امت کے گناہ مجھ پر پیش ہوئے تو اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ آدمی کو سورت یا آیت دی گئی (اس نے یاد کرلی) اور بھلا دی۔ [ترمذی]

ان دلوں میں بھی زنگ لگ جاتا ہے، جس طرح لوہے کو پانی میں زنگ لگتا ہے، عرض کی گئی یارسول اللہ! اس کی جلا (صفائی) کس چیز سے ہوگی؟

فرمایا، کثرت سے موت کو یاد کرنے اور تلاوت قرآن سے۔

اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۃ البقرۃ پڑھی جاتی ہے۔ [مسلم شریف]

جو شخص سورۃ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا، اس کے لیے دو جمعے کے مابین نور روشن ہوگا۔

[بیہقی]

ہر چیز کا دل ہے اور قرآن مجید کا دل سورۃ یٰسین ہے، جس نے سورۃ یٰسین پڑھی دس مرتبہ قرآن مجید پڑھنا اللہ تعالیٰ اس کے لیے لکھ دے گا۔ [ترمذی]

جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سورہ یٰسین پڑھے گا اس کے اگلے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی لہٰذا اس کو اپنے مُردوں کے پاس پڑھو۔ [بیہقی]

قرآن مجید کی تیس آیات کی ایک سورت ہے، آدمی کے لیے شفاعت کرے گی، یہاں تک کہ اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ [ابوداؤد]

جو شخص سورت واقعہ ہر رات پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہیں پہنچے گا، ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادیوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہر رات اس کو پڑھا کرو۔ [بیہقی]

سورۃ البقرۃ کے خاتمہ کی دو آیات اللہ تعالیٰ کے خزانے میں سے ہیں، جو عرش کے نیچے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ دو آیات دیں، انہیں سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ کہ وہ رحمت ہیں کہ وہ اللہ سے نزدیکی دعائیں ہیں۔ [دارمی]

جو ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ لے اس کو جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں، سوائے موت کے، یعنی مرتے ہی جنت میں چلا جائے گا اور لیٹتے وقت جو اسے پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے پڑوسی کے گھر کو اور آس پاس کے گھر والوں کو شیطان اور چور سے امن دے گا۔ [بیہقی]

مسئلہ:

سورہ براءت، (توبہ) سے اگر تلاوت کی تو اَعُوْذُ بِاللّٰه، بِسْمِ اللّٰه کہہ دے اور جو اس کے پہلے سے تلاوت شروع کی، بِسْمِ اللّٰه پڑھنے کی حاجت نہیں۔ [غنية]

اور سورہ توبہ کی ابتداء میں نیا اَعُوْذُ بِاللّٰه جو آج کل کے حفاظ نے نکالا ہے، بے اصل ہے اور یہ جو مشہور ہے کہ سورۃ توبہ ابتداً پڑھے جب بھی بِسْمِ اللّٰه نہ پڑھے، یہ محض غلط ہے۔

[بہار شریعت]

مسئلہ:

گرمیوں کی صبح کو قرآن مجید ختم کرنا بہتر ہے اور جاڑوں میں اوّل شب کو۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس نے شروع دن میں قرآن شریف ختم کیا، شام تک فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ جس نے ابتدائی شب میں ختم کیا صبح تک فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں، تو گرمیوں میں دن چوں کہ بڑا ہوتا ہے تو صبح کے ختم کرنے میں استغفار ملائکہ زیادہ ہوگی اور جاڑوں کی راتیں بڑی ہوتی ہیں تو شروع رات میں ختم کرنے سے استغفار زیادہ ہوگی۔ [غنية]

مسئلہ:

عورت کو عورت سے قرآن پڑھنا، غیر محرم نابینا سے پڑھنے سے بہتر ہے، اگرچہ وہ اس کو نہیں دیکھتا مگر عورت کی آواز سنتا ہے اور عورت کی آواز بھی عورت ہے، یعنی غیر محرم کو بلا ضرورت سنانے کی اجازت نہیں۔ [منية المصلي]

میت کا غسل وکفن

میت کو نہانا فرض کفایہ ہے، بعض لوگوں نے غسل دے دیا تو سب سے ساقط ہو گیا۔

[عالم گیری]

جہاں موت واقع ہوئی اگر وہاں اس کے علاوہ بھی اور نہلانے والے ہوں تو اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ میت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تختے پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ دھونی دیں، یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہے اسے اتنی بار تختے کے گرد پھرائیں، پھر اس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کپڑے میں چھپادیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا ڈال کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے، یعنی پہلے منہ دھوے، پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئے، پھر سر کا مسح کرے پھر پاؤں دھوئے۔ میت کے وضو میں پہلے پہنچوں تک ہاتھ دھونا اور کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے۔

کوئی کپڑا یا روئی بھگو کر دانتوں اور مسوڑھوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دے، پھر سر کو دھوئیں۔ اگر ہو سکے تو پاک صابن اسلامی کارخانے کا بنا ہوا استعمال کریں یا بیسن یا

کسی اور چیز سے، ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے۔ پھر بائیں کروٹ لٹا کر سر سے پاؤں تک آگ سے گرم کیا ہوا پانی ورنہ خالص نیم گرم پانی اس طرح بہادیں کہ تختے تک تر ہو جائیں، پھر داہنی کروٹ لٹا کر یونہی کریں، پھر ٹیک لگا کر بٹھادیں اور نرمی کے ساتھ پیٹ پر ہاتھ پھیریں، اگر کوئی نکلے تو دھوڈالیں، پھر سے غسل اور وضو نہ دیں، پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں، پھر اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ لیں۔

فقہ کی کتب میں ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت ہے۔ جہاں غسل دیں مستحب یہ ہے کہ پردہ کریں کہ نہانے والے اور مددگار کے سوا کوئی دوسرا نہ دیکھے، نہلاتے وقت اس طرح لٹائیں جس طرح قبر میں رکھتے ہیں یعنی میت کو داہنی کروٹ لٹائیں، اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔ [عالم گیری]

جنبی یا حیض و نفاس والی عورت کا انتقال ہو تو ایک ہی غسل کافی ہے۔ خواہ غسل واجب ہونے کے کتنے اسباب ہوں، سب ایک ہی غسل سے ادا ہو جاتے ہیں۔ میت کا بدن اگر ایسا ہو گیا ہو کہ ہاتھ لگانے سے کھال ادھڑے گی تو ہاتھ نہ لگائیں صرف پانی بہادیں۔

[عالم گیری]

نہلانے کے بعد اگر ناک، کان، منہ اور دوسرے سوراخوں میں روئی رکھ دیں تو کوئی حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ نہ رکھیں اور میت کے سر کے بالوں میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا، کترنا، اکھیڑنا ناجائز، مکروہ اور گناہ ہے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت میں ہے، اسی حالت میں دفن کر دیں، اگر ناخن یا بال تراش لیے تو کفن میں رکھ دیں۔

[عالم گیری، درمختار]

میت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں، سینے پر نہ رکھیں یہ کفار کا طریقہ ہے۔ بعض جگہ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام کی حالت ہوتی ہے، ایسا بھی نہیں کرنا چاہیے۔ میت کے غسل کے لیے کورے گھڑے یا لوٹے کی ضرورت نہیں، گھر کے استعمال شدہ

گھڑے یا لوٹے سے بھی غسل دیا جا سکتا ہے اور بعض یہ جہالت کرتے ہیں کہ غسل کے بعد ان برتنوں کو توڑ ڈالتے ہیں، یہ ناجائز وحرام اور مال کا ضائع کرنا ہے اور یہ خیال کہ وہ نجس ہو گئے ہیں، فضول بات ہے۔ جس طرح زندوں کے غسل کی چھینٹیں برتن کو نجس نہیں کرتیں اسی طرح میت کی چھینٹیں بھی برتن کو نجس نہیں کرتیں۔ [عالم گیری]

مرد کو کفن دینا فرض کفایہ ہے، مرد کے لیے تین کپڑے سنت ہیں، لفافہ، ازار، قمیص۔ اور عورت کے لیے یہ ہے کہ اسے پانچ کپڑوں میں دفن کیا جائے۔ لفافہ یعنی چادر، ازار یعنی تہ بند، قمیص جسے کفنی کہتے ہیں، اوڑھنی اور سینہ بند۔ [عام کتب فقہ]

ان کے سوا کفنی میں کوئی اور تہ بند یا رومال رکھنا بدعت اور ممنوع ہے۔

لفافہ

یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں۔

ازار

یعنی تہ بند چوٹی سے قدم تک، یعنی لفافہ سے اتنی چھوٹی جو باندھنے کے لیے زیادہ ہو۔

قمیص

کفنی گھٹنوں سے نیچے تک اور یہ آگے پیچھے دونوں طرف برابر ہو اور جاہلوں میں جو رواج کہ پیچھے کم رکھتے ہیں، یہ غلطی ہے۔ چاک اور آستین اس میں نہ ہوں۔ اور عورت کی کفنی سینے کی طرف چیریں، اوڑھنی ڈیڑھ گز کی ہونی چاہیے۔ سینہ بند ناف سے پستان تک اور بہتر ہے کہ ران تک ہو۔ [عالم گیری، رد المحتار]

کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستگی سے پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن تین، پانچ، سات مرتبہ دھولیں، اس سے زیادہ نہیں، پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر تہ بند، پھر کفنی، پھر میت کو

اس پر لٹائیں اور پھر کفن پہنائیں اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے اور قدم پر کافور لگائیں۔ کفنی پہنا کر عورت کے سر کے بالوں کے دو حصے کر کے کفن کے اوپر سینے پر ڈال دیں، ایک حصے کو دائیں جانب کریں اور دوسرے کو بائیں جانب اور اوڑھنی آدھی پیٹھ کے نیچے سے بچھا کر سر پر لائیں اور منہ پر نقاب کی طرح ڈالیں کہ سینے پر رہے اور اس کی لمبائی نصف پشت سے سینے تک ہے اور چوڑائی ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہے اور یہ جو بعض عورتیں کرتی ہیں کہ زندگی کی طرح اوڑھتی ہیں، یہ محض بے جا اور خلاف سنت ہے۔ پھر ازارتہ بند لپیٹیں، پہلے بائیں جانب سے پھر دائیں طرف سے، تا کہ داہنہ اوپر رہے اور سر، پاؤں کی طرف باندھ دیں، تا کہ اڑنے کا اندیشہ نہ رہے، پھر سب سے اوپر سینہ بند پستان سے اوپر ران تک لا کر باندھ دیں۔ [عالم گیری، ردالمحتار]

کچھ لوگوں نے عمومی اعتبار سے حیلہ اسقاط کے بارے میں پوچھا، لیکن مولانا سید منظور حسین شاہ، خطیب محلہ فیروز آباد چکوال نے خصوصی اعتبار سے سوال کیا اور حکم دیا کہ مسئلہ حیلہ اسقاط کی شرعی حیثیت کو آشکار کر دیا جائے، میری نظر جب اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی "بذل الجوائز" پر پڑی تو میرے دل نے جواب دیا، اس مسئلہ کو من وعن مع دعا کے نقل کر دیا جائے، تا کہ امت مسلمہ کو فائدہ ہو۔

حیلہ اسقاط کا مفہوم

لفظ حیلہ کے معنی اشغال میں تصرف کی قدرت، دانائی اور عمدگی فکر ہے۔ المنجد میں:

اَلْحِيلَةُ، حِيَلَ اَلْقُدْرَةِ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي الْاِشْغَالِ الْحُذْقُ وَ جُودَةُ النَّظَرِ ـــ

شرعی طور پر اس جائز طریقے کو کہتے ہیں جس کی ضرورت شرعیہ کو پورا کیا جا سکے، یہاں دوسرے لغوی معنی کی مناسبت ملحوظ ہے۔ اسقاط کے معنی گرا دینا اور فقہا کے نزدیک میت کے ذمہ رہے ہوئے احکام شرعیہ کو گرا دینا ہے، تا کہ مُردہ اپنی زندگی میں جن احکام شرعیہ کو غلطی سے یا بھول کر ادا نہ کر سکا اور اب ادا کرنے پر بالکل قدرت نہیں رکھتا،

اس کے لیے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے، جس کی وجہ سے ان احکام کے بارے میں اس کی خلاصی ہو جائے اور وہ اللہ کی ناراضگی سے بچ جائے۔ جسے پاس قربت واخوت ہوگا وہ لازماً ایسے طریقے کو اپنائے گا، جس سے مردہ کی گلو خلاصی ہو سکے اور جو شخص اپنے اہل قرابت کی خیر خواہی کا احساس نہیں رکھتا، اسے مجبور نہیں کیا جائے گا۔

حیلہ اسقاط کا طریقہ

میت کی عمر کا اندازہ لگا کر مرد کی عمر سے بارہ سال اور عورت کی عمر سے نو سال (نابالغ رہنے کی کم از کم مدت) کم کر دیے جائیں، بقیہ عمر میں اندازہ لگایا جائے، ایسے کتنے فرائض ہیں جنہیں وہ نہ ادا کر سکا اور نہ قضا، اس کے بعد ہر نماز کے لیے صدقہ فطر کی مقدار بطور فدیہ خیرات کر دی جائے، صدقہ فطر کی مقدار گندم یا ایک صاع۔ [بہار شریعت]

یاد رہے کہ پانچ نمازوں کے ساتھ وتر کو بھی شمار کیا جائے گا، اس حساب سے ایک دن کی وتر سمیت چھ نمازوں کا فدیہ تقریباً بارہ سیر اور ایک ماہ (۳۰ دن) کا نو من اور شمسی سال کا ایک سو آٹھ من ہوگا۔

قابل غور امر یہ ہے کہ اگر مرنے والے کے ذمے کئی سال کی نمازیں ہوں تو کتنی گندم دینی پڑے گی؟ اس دور فتنہ فساد میں لاکھوں میں سے کوئی ایک اللہ کا بندہ ہوگا جو اتنی بڑی مقدار مرنے والے کے لیے خیرات کرے، ورنہ اکثریت اتنی مقدار بھی ادا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوگی خصوصاً غربا، ان کے پاس اتنی گنجائش ہی نہیں ہوگی۔ حیلہ اسقاط کے مخالفین ہی بتا دیں کہ میت کی طرف سے بطور فدیہ کتنا غلہ خیرات کرتے ہیں، اگر نہیں کرتے اور ہرگز نہیں کرتے اور حیلہ اسقاط کے ساتھ ویسے ہی خدا واسطے کی دشمنی ہوئی تو بھلا بتائیں کہ اس جہاں سے کوچ کر جانے والوں سے ان لوگوں کو کیا ہمدردی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ دیوبندی اور وہابی وغیرہ حضرات کو دار فانی سے رخصت ہونے والوں کے ساتھ نہ کوئی خیر خواہی ہے اور نہ فقرا و غربا کے لیے جذبہ ہمدردی، شاید وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے ہماری آمدنی اور چندے پر اثر پڑ جائے گا،

اگر کوئی شخص حساب کے مطابق فدیہ ادا کردے تو کیا ہی اچھا ہے، ورنہ میت کا ولی زیادہ سے زیادہ نمازوں کا فدیہ جتنا ہو سکے نقد، غلہ یا کوئی اور قیمت والی چیز، چاہے قرآن مجید ہو (بازار میں سے اس کے ہدیہ کا اعتبار کرکے) فقیر کو دیتے ہوئے یہ نیت کرے۔

كُلُّ حَقٍّ مِنْ حُقُوْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَزِمَ عَلٰى ذِمَّةِ هٰذَا الْمَيِّتِ مِنَ الْفَرَائِضِ وَ الْوَاجِبَاتِ وَ الْمَنْذُوْرَاتِ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ بَعْضُهَا اَدّٰى وَ بَعْضُهَا لَمْ يُؤَدِّ فَالَّتِىْ اَدّٰى قَبِلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِفَضْلِهِ الْعَمِيْمِ وَ بِجَاهِ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ اسْتِدْعَاءِ لِهٰذِهِ الْجَمَاعَةِ الْحَاضِرَةِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِىْ لَمْ يُؤَدِّ وَ بَقِيَتْ عَلٰى ذِمَّتِهٖ فَبَعْضُهَا قَابِلَةٌ لِلْفِدْيَةِ وَ بَعْضُهَا لَيْسَتْ بِقَابِلَةٍ لَّهَا فَالَّتِىْ لَيْسَتْ بِقَابِلَةٍ لَّهَا غَفَرَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ وَ تَجَاوَزَ عَنْهُ وَالَّتِىْ قَابِلَةٌ لِلْفِدْيَةِ وَ بَقِيَتْ فِىْ ذِمَّتِهٖ اَعْطَيْتُ فِىْ فِدْيَتِهَا هٰذَا الْمُصْحَفَ الشَّرِيْفَ مَعَ هٰذَا النَّقْدِ وَ الْجِنْسِ رَجَاءً مِّنَ اللّٰهِ اَنْ يَّقْبَلَهُ مِنْهُ وَ تَجَاوَزَ عَنْهُ بِمَنِّهٖ وَ فَضْلِهٖ--- [وجیز الصراط]

”اللہ تعالیٰ کے حقوق، فرائض، واجبات اور منذورات وغیرہ میں سے جو اس میت کے ذمہ لازم آئے، ان میں سے کچھ تو اس نے ادا کردیے اور کچھ ادا نہیں کیے، جو حقوق اس نے ادا کیے، انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور سید الانبیاء والمرسلین کے طفیل اور مسلمانوں کی اس جماعت حاضرہ کی دعا سے قبول فرمائے اور جو ادا نہیں کیے اور اس کے ذمہ باقی ہیں ان میں سے کچھ قابل فدیہ ہیں اور کچھ نا قابل فدیہ، جو نا قابل فدیہ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے اور اس میت سے درگزر فرمائے اور جو قابل فدیہ ہیں اور میت کے ذمہ باقی ہیں ان کے فدیہ میں یہ قرآن مجید اس نقد اور جنس سمیت تمہیں دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا اور اپنے جودوعطا سے درگزر فرمائے گا“---

یا مختصر طور پر صرف اتنا کہہ دے:

وَهَبْتُ هٰذَا الْمُصْحَفَ الشَّرِيْفَ مَعَ هٰذَا النَّقْدِ وَ الْجِنْسِ لِاِسْقَاطِ مَا عَلٰى ذِمَّةِ هٰذَا الْمَيِّتِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَ الصِّيَامِ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ---

''اس میت کے ذمہ جو روزے اور نمازیں وغیرہ رہ چکی ہیں، انہیں ساقط کرنے کے لیے میں یہ قرآن مجید مع نقد وجنس دیتا ہوں''---

فقیر قبول کر لے، پھر یہ فقیر وہ فدیہ دوسرے فقیر کو دے دے یا ولی میت کو ہبہ کر دے اور ولی دوسرے فقیر کو دے دے اور نیت وہی کرے جو مذکورہ ہوئی ہے، اس طرح اتنی دفعہ ایک دوسرے کو دیا جائے کہ نماز روزہ وغیرہ کی تعداد کا فدیہ پورا ہو جائے۔

مطلق حیلے کا جواز

یہ جاننے کے لیے کہ آیا حیلہ جائز ہے کہ نہیں، ہمیں قرآن حکیم، احادیث اور اقوال فقہاء کی طرف رجوع کرنا ہوگا، تتبع اور تلاش سے پتہ چلتا ہے کہ حرام کو دفع کرنے یا ضرورت شرعیہ کو پورا کرنے کے لیے حیلہ جائز ہے، چناں چہ:

① جب حضرت ایوب علیہ السلام نے دیر سے آنے پر اپنی اہلیہ محترمہ کو سو لکڑیاں مارنے کی قسم کھائی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ﴾---[ص:۴۴]

''آپ اپنے ہاتھ میں جھاڑو لے کر انہیں ماریں اور قسم نہ توڑ کے لیے حیلہ کی تعلیم یہی ہے''---

② حضرت یوسف علیہ السلام بنیامین کو اپنے پاس رکھنا چاہتے تھے، ساتھ ہی یہ ارادہ تھا کہ حقیقت کا انکشاف نہ ہو، اس لیے یہ حیلہ اختیار فرمایا کہ شاہی پیالہ حضرت بنیامین کے کجاوے میں رکھوا دیا اور تلاش سے پہلے بھائیوں سے پوچھ لیا کہ چور کی سزا کیا ہے؟ انہوں نے کہا، مال کا مالک چور کو غلام بنا لے، تلاشی ہوئی، پیالہ مل گیا، اس طرح آپ نے حضرت بنیامین کو اپنے پاس رکھ لیا، حالانکہ مصر کے قانون میں گنجائش تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ﴾---[یوسف:۷۶]

''ہم نے یوسف علیہ السلام کو یہی تدبیر بتائی، بادشاہی میں آپ اپنے بھائی کو نہیں رکھ سکتے تھے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہتا''---

ملاحظہ ہو کیا خوب حیلہ سکھایا گیا۔

③ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ اگر میں نے اپنے بھائی سے کلام کی تو میری بیوی کو تین طلاقیں، اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دو، عدت گزرنے پر اپنے بھائی سے بات کرلو، بعدازاں اس عورت سے نکاح کرلو، اب وہ تین طلاقیں واقع نہیں ہوں گی چاہے بھائی سے گفتگو کرتے رہو۔ دیکھا آپ نے تین سے بچنے کا طریقہ (حیلہ) سکھایا۔ (یہ چار مثالیں شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے مبسوط، جلد۳، صفحہ ۲۰۹ پر ذکر کی ہیں)

④ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب حضرت خضر علیہ السلام سے وعدہ کیا تو کہا:

﴿سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا﴾---[الکھف:۶۹]

''آپ مجھے ان شاء اللہ صابر پائیں گے''---

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان شاء اللہ کی قید کا اضافہ کر کے اپنی کلام کو جھوٹ ہونے سے بچالیا، یہ بھی حیلہ تھا۔

⑤ حضرت سارہ نے ایک دفعہ قسم اٹھائی کہ مجھے موقع ملا تو حضرت ہاجر کا کوئی عضو کاٹ دوں گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ ان کی صلح کرا دیں۔ حضرت سارہ نے فرمایا، میری قسم کس طرح پوری ہوگی؟ آپ نے فرمایا، حضرت

ہاجر کے کان چھید دیں۔

[حموی، ص ۶۱۱، علی الاشباہ والنظائر، فن خامس، مطبوعہ نول کشور]

⑥ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عمدہ کھجوریں لائے، آپ نے پوچھا یہ کہاں سے لائے، عرض کی کہ میرے پاس ردی کھجوریں تھیں، دو صاع دے کر ایک صاع عمدہ کھجوریں لے آیا ہوں۔ فرمایا، یہ تو خالص سود ہے۔ ایسا نہ کرو اگر تم خریدنا چاہو تو کھجوروں کو الگ بیچ دو، پھر ان کی قیمت سے اچھی کھجوریں خرید لو۔

[متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف، باب الربو، صفحہ ۲۴۵]

کتب فقہ وحدیث کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ بہت سے جائز مقاصد کی تحصیل کے لیے مختلف حیلے اختیار کرنے پڑتے ہیں، کیوں کہ حیلہ کہتے ہیں:

اَلْحِذْقُ فِی تَدْبِیْرِ الْاُمُوْرِ، وَهِیَ تَقْلِیْبُ الْفِكْرِ حَتّٰى یَهْتَدِیَ اِلَى الْمَقْصُوْدِ---[الاشباہ و النظائر، فن خامس]

یعنی دور اندیشی اور معاملات کا اس طرح انتظام کرنا کہ مقصد کی طرف راستہ مل جائے۔

حتیٰ کہ مجتہد فی المذہب حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۱۸۹ھ نے بھی ایک کتاب تصنیف فرمائی، جس کا نام کتاب الحیل، ''شرعی حیلوں کی کتاب'' رکھا، چونکہ اس میں ''حیلہ اسقاط'' کی ایک صورت بیان کی گئی تھی، اس لیے مخالفین نے اسی میں عافیت سمجھی کہ یہ کہہ دیا جائے کہ یہ کتاب امام محمد کی ہی نہیں۔ ملاحظہ ہو راہ سنت، صفحہ ۲۶۸ میں ہے کہ ملا ابو محمد عبدالقادر القرشی الحنفی، متوفی ۷۷۵ھ لکھتے ہیں کہ:

قَالَ اَبُو سُلَیْمَانَ الْجُرْجَانِیُّ كَذَبُوْا عَلٰى مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَیْسَ لَهٗ كِتَابُ الْحِیَلِ اِنَّمَا كِتَابُ الْحِیَلِ لِلْوَرَّاقِ---[جواھر المضیئة، صفحہ ۲۰۸]

''امام ابو سلیمان جرجانی کہتے ہیں کہ لوگوں نے امام محمد پر جھوٹ کہا ہے، کتاب الحیل ان کی نہیں کتاب الحیل تو وراق کی لکھی ہوئی ہے''---

حالاں کہ مجتہد فی المسائل شمس الائمہ سرخسی، متوفی ۴۹۰ھ نے گو حضرت ابوسلیمان جرجانی، متوفی ۲۰۰ھ کا یہ قول نقل کیا کہ کتاب الحیل حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں مگر ساتھ ہی فرمایا کہ:

وَأَمَّا أَبُوْ حَفْصٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَانَ يَقُوْلُ هُوَ مِنْ تَصْنِيْفِ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَكَانَ يَرْوِيْ عَنْهُ ذٰلِكَ وَهُوَ الْأَصَحُّ فَإِنَّ الْحِيَلَ فِي الْأَحْكَامِ الْمُخْرَجَةِ عَنِ الْإِمَامِ جَائِزَةٌ عِنْدَ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَإِنَّمَا كَرِهَ ذٰلِكَ بَعْضُ الْمُتَعَسِّفِيْنَ لِجَهْلِهِمْ وَقِلَّةِ تَأَمُّلِهِمْ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ--- [مبسوط، جلد ۳۰، صفحہ ۲۰۹]

"ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ کتاب الحیل امام محمد ہی کی تصنیف ہے اور ابوحفص امام محمد سے روایت بھی کرتے تھے۔ (شمس الائمہ فرماتے ہیں)، یہی اصح ہے کیوں کہ احکام میں جو حیلے امام سے منقول ہیں وہ جمہور علماء کے نزدیک جائز ہیں، انہیں بعض تنگ نظر لوگوں نے جہالت اور کتاب وسنت میں پوری طرح تامل نہ کرنے کی وجہ سے ناپسند رکھا ہے"---

کیا امام ابوحفص کبیر، متوفی ۲۱۸ھ کے قول اور شمس الائمہ سرخسی کی تائید وتوثیق سے بھی کتاب الحیل کا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہونا قابل تسلیم نہیں ہوگا، محض اس وجہ سے کہ ابوسلیمان جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کیا ہے تو اس انکار کی وجہ بھی سن لیجیے۔ علامہ ابن نجیم مصری، متوفی ۹۶۹ھ، الاشباہ و النظائر فن خامس میں فرماتے ہیں:

وَاخْتَلَفَ مَشَايِخُنَا فِي التَّعْبِيْرِ عَنْ ذٰلِكَ فَاخْتَارَ كَثِيْرٌ التَّعْبِيْرَ بِكِتَابِ الْحِيَلِ وَاخْتَارَ كَثِيْرٌ كِتَابَ الْمَخَارِجِ وَاخْتَارَهُ كَثِيْرُ الْمُلْتَقَطِ، وَقَالَ قَالَ أَبُوْسُلَيْمَانَ كَذَبُوْا عَلٰى مُحَمَّدٍ لَيْسَ لَهُ كِتَابُ الْحِيَلِ---

"ہمارے مشائخ کا فن حیل کے نام میں اختلاف ہے، بہت سے مشائخ نے کتاب الحیل کو پسند کیا اور کثیر نے کتاب المخارج کو اختیار کیا، اسی نام کو ملتقط میں

اختیار کیا اور فرمایا کہ ابو سلیمان کہتے ہیں لوگوں نے جھوٹ کہا، کتاب الحیل امام محمد کی نہیں"---

اس عبارت سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف صرف نام کی حد تک ہی ہے، کہ نام کتاب الحیل ہونا چاہیے یا کتاب المخارج۔ منہیات سے بچنے کے بیان پر مشتمل کتاب مبسوط کی عبارت بھی اسی طرف مشیر ہے، ملاحظہ ہو۔

فَكَيْفَ يُظَنُّ بِمُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ أَنَّهُ سَمّٰى شَيْئًا مِنْ تَصَانِيْفِهٖ بِهٰذَا الْاِسْمِ لِيَكُوْنَ ذٰلِكَ عَوْنًا لِلْجُهَّالِ عَلٰى مَا يَتَقَوَّلُوْنَ--- [جلد ۳۰، صفحہ ۲۰۹]

"امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنی کسی تصنیف کا یہ نام رکھا ہو، اس سے تو جاہلوں کو اپنی بات پر تقویت ملے گی"---

دیکھیے کہ ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابو سلیمان جرجانی رحمۃ اللہ علیہ محض اس نام کے قائل نہ تھے، کیوں کہ جاہل لوگ اس نام کی بنا پر مذاق اڑاتے تھے مگر یار لوگ صرف یہ جانتے ہیں کہ چونکہ اس میں ایک بات ہمارے مخالف ہے، اس لیے ہم اسے مانتے ہی نہیں۔ اسی طرح مطلق حیلے کی تائید میں عالم گیری، حموی شرح الاشباہ و النظائر اور مبسوط وغیرہ کی غیر مبہم عبارات لائق دید ہیں۔

وَاللَّفْظُ لِلْمَبْسُوْطِ : فَالْحَاصِلُ أَنَّ مَا يَتَخَلَّصُ بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْحَرَامِ أَوْ يَتَوَصَّلُ بِهٖ إِلَى الْحَلَالِ مِنَ الْحِيَلِ فَهُوَ حَسَنٌ وَ إِنَّمَا يُكْرَهُ ذٰلِكَ أَنْ يَحْتَالَ فِيْ حَقِّ الرَّجُلِ حَتّٰى يُبْطِلَهٗ أَوْ فِيْ بَاطِلٍ يموهه أو فِيْ حَقٍّ حَتّٰى يُدْخِلَ فِيْهِ شُبْهَةً--- [جلد ۳۰، صفحہ ۲۱۰]

خلاصہ یہ ہے کہ جس حیلے کے ذریعے آدمی حرام سے بچے یا حلال تک پہنچے، وہ بلاشک بہتر ہے، البتہ وہ حیلہ مکروہ ہے جس کے ذریعے کسی کا حق باطل کیا جائے یا باطل خوش نما بنا دیا جائے یا کسی کے حق میں شبہ پیدا کر دیا جائے۔

شمس الائمہ سرخسی فرماتے ہیں کہ پہلی قسم تو نیکی و پرہیزگاری میں تعاون ہے، جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى﴾---[المائدۃ:۲]

اور دوسری قسم برائی اور گناہ میں امداد ہے، جس سے ﴿وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ﴾ کے ذریعے منع کیا گیا ہے۔ بلکہ شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ:

فَمَنْ كَرِهَ الْحِيَلَ فِي الْاَحْكَامِ فَاِنَّمَا يَكْرَهُ فِي الْحَقِيْقَةِ اَحْكَامَ الشَّرْعِ وَ اِنَّمَا يَقَعُ مِثْلُ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ مِنْ قِلَّةِ التَّاَمُّلِ---[مبسوط، جلد ۳۰، صفحہ ۲۱۰]

"جو شخص احکام میں حیلے کا انکار کرتا ہے وہ درحقیقت احکام شرعی کا منکر ہے، ایسی باتیں غور و فکر کی کمی سے پیدا ہوتی ہیں"---

حیلہ اسقاط کا ثبوت

اس کی اصل تو روزے کے فدیہ سے ثابت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾---[البقرۃ:۱۸۴]

"جو روزہ نہ رکھ سکیں وہ روزے کا عوض ایک مسکین کو کھانا کھلائے"---

فدیے کی مقدار بیان ہو چکی ہے، فقہاء کرام نے فرمایا جب شیخ فانی کی طرف سے روزے کا فدیہ عند اللہ منظور ہے حالانکہ امکان ہے کہ کسی وقت اسے روزہ رکھنے کی قدرت حاصل ہو جائے، مُردہ تو یکسر عاجز ہو چکا ہے، اسے اس بات کی زیادہ ضرورت ہے کہ اس کی طرف سے فدیہ دیا جائے۔ اگر اس نے وصیت کر دی ہے تو وارثوں پر ترکہ کے تیسرے حصے سے نہ صرف روزوں کا بلکہ نمازوں کا فدیہ بھی ادا کرنا لازم ہوگا، اگر اس نے وصیت نہیں کی تو وارث اپنے طور پر فدیہ ادا کر سکتے ہیں۔

سوال

یہ صحیح ہے کہ روزہ کے عوض گندم وغیرہ کو بطور فدیہ دینا قرآن مجید سے ثابت ہے،

لیکن یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسے صرف عقل سے ہی نہیں جانا جاسکتا کیوں کہ عقل تو صرف یہ فیصلہ کرسکتی ہے کہ روزے کے بدلے روزہ رکھ لیا جائے، یہ فیصلہ نہیں کرسکتی کہ روزے کے بدلے کھانا کھلانا کافی ہوگا، اور قاعدہ یہ ہے قرآن وحدیث سے اگر ایسا حکم ثابت ہو جو عقل سے نہ جانا جاسکے تو اس پر قیاس کرکے یہ فیصلہ کیوں کردیا ہے کہ اگر مرنے والے نے وصیت کردی ہو تو اس کی نمازوں کا فدیہ بھی وارث پر ادا کرنا ضروری ہے۔

جواب

نماز کے فدیہ کو روزے کے فدیہ پر قیاس نہیں کیا گیا بلکہ یہ حکم احتیاط کے تحت دیا گیا ہے، جس طرح شیخ فانی (وہ شخص جو انتہائی کمزوری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، نہ آئندہ طاقت کی امید ہو) سے اللہ تعالیٰ روزے کے بدلے میں فدیہ قبول کرلیتا ہے، اسی طرح اگر نماز کی طرف سے بھی فدیہ قبول کرلے تو اس کے لطف وکرم سے کوئی بعید نہیں (اور یہی مقصود ہے) اور اگر نماز کی طرف سے قبول نہ فرمائے تو صدقے کا ثواب بہرحال پہنچ جائے گا، جس سے غالباً ''کسی دیوبندی، وہابی کو بھی انکار نہ ہوگا''۔

بادشاہ عالم گیر کے استاذ ملا جیون رحمہا اللہ تعالیٰ اپنی شہرہ آفاق کتاب نور الانوار، صفحہ ۴۵۰ میں لکھتے ہیں:

وَالصَّلٰوۃُ نَظِیْرُ الصَّوْمِ بَلْ اَھَمُّ مِنْہُ فِی الشَّانِ وَالرِّفْعَۃِ فَاَمَرْنَا بِالْفِدْیَۃِ عَنْ جَانِبِ الصَّلٰوۃِ فَاِنْ کَفَتْ عَنْھَا عِنْدَ اللّٰہِ فَبِھَا وَاِلَّا فَلَہٗ ثَوَابُ الصَّدَقَۃِ وَلِھٰذَا قَالَ مُحَمَّدٌ فِی الزِّیَادَاتِ تُجْزِئُہٗ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَالْمَسَائِلُ الْقِیَاسِیَّۃُ لَا تَعَلُّقَ لَھَا بِالْمَشِیَّۃِ ---

''نماز روزے کی طرح ہے، بلکہ شان ورفعت میں اس سے بھی اہم ہے، اس لیے ہم نے کہا کہ نماز کی طرف سے بھی فدیہ دینا چاہیے، اگر یہ فدیہ عنداللہ نماز کی طرف سے قبول ہوا تو فَبِھَا ورنہ میت کو صدقے کا ثواب مل جائے،

اسی لیے امام محمد نے زیادات میں فرمایا، یہ صدقہ نماز کی طرف سے ان شاء اللہ کافی ہوگا، حالانکہ قیاسی مسائل میں ان شاء اللہ نہیں کہا جاتا"---

ان شاء اللہ اسی لیے کہا ہے کہ یہ احتیاط کی بنا پر فیصلہ کیا گیا ہے اور جو مسائل قیاس سے بیان کیے جائیں، ان کے ساتھ ان شاء اللہ نہیں کہا جاتا۔ اسی طرح ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیرات احمدیہ میں بھی ارشاد فرمایا ہے۔

رہا یہ کہ قرآن مجید سمیت نقد اور غلہ، آدمی دوسرے آدمی کو دے اور وہ تیسرے کو دے، یہ عمل اس کثرت و تعداد سے کیا جائے کہ عمر بھر کے فرائض کے فدیئے کی مقدار پوری ہو جائے، اس کے متعلق فقہ کی مشہور کتاب "نور الایضاح" میں ہے کہ اگر کسی شخص نے کچھ مال فدیئے کے طور پر دینے کی وصیت کی اور وہ اس کے فرائض کے لیے ناکافی ہے یا اس کے ترکہ کا تیسرا حصہ ناکافی ہے یا وصیت ہی نہیں کی، تو میت کو بری کرنے کا حیلہ یہ ہے:

يَدْفَعُ ذٰلِكَ الْمِقْدَارَ لِلْفَقِيْرِ فَيَسْقُطُ عَنِ الْمَيِّتِ بِقَدْرِهٖ ثُمَّ يَهَبُهُ الْفَقِيْرُ لِلْوَلِيِّ وَ يَقْبِضُهُ ثُمَّ يَدْفَعُهُ لِلْفَقِيْرِ فَيَسْقُطُ بِقَدْرِهٖ ثُمَّ يَهَبُهُ الْفَقِيْرُ لِلْوَلِيِّ وَ يَقْبِضُهُ ثُمَّ يَدْفَعُهُ الْوَلِيُّ لِلْفَقِيْرِ وَ هٰكَذَا حَتّٰى يَسْقُطَ مَا كَانَ عَلَى الْمَيِّتِ مِنْ صَلَاةٍ وَّ صِيَامٍ --- [نور الایضاح بر حاشیہ طحطاوی]

"وہ مقدار فقیر کو دے دے، اس کے برابر میت کے ذمہ سے فرائض ساقط ہو جائیں گے، پھر وہ فقیر ولی کو ہبہ کر دے، ولی اسے لے کر پھر فقیر کو دے، تو اس کے برابر (فرائض) ساقط ہو جائیں گے۔ پھر وہ فقیر ولی کو ہبہ کر دے، ولی اسے لے کر پھر فقیر کو دے دے، یہ سلسلہ یہاں تک جاری رہے کہ میت کے تمام روزے اور نمازیں ساقط ہو جائیں"---

امام اجل علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی ۷۹۲ھ، اصول فقہ کی مشہور ترین کتاب تلویح میں ادا و قضاء کی بحث میں فرماتے ہیں:

قَوْلُہٗ فَقُلْنَا بِالْوُجُوْبِ احْتِیَاطًا أَیْ لَا قِیَاسًا، وَ لَا دَلَالَۃً لِاَنَّ الْمَعْنٰی الْمُؤَثِّرَ فِیْ اِیْجَابِ الْفِدْیَۃِ کَالْعَجْزِ مَثَلًا مَشْکُوْکٌ لَامَعْلُوْمٌ اِلَّا اَنَّہٗ عَلٰی تَقْدِیْرِ التَّعْلِیْلِ بِالْعَجْزِ تَکُوْنُ الْفِدْیَۃُ فِی الصَّلَاۃِ اَیْضًا وَاجِبَۃً بِالْقِیَاسِ الصَّحِیْحِ، وَ عَلٰی تَقْدِیْرِ عَدَمِ التَّعْلِیْلِ تَکُوْنُ حَسَنَۃً مَنْدُوْبَۃً تَمْحُو سَیِّئَۃً فَیَکُوْنُ الْقَوْلُ بِالْوُجُوْبِ اَحْوَطَ وَ یُرْجٰی قَبُوْلُھَا وَ لِھٰذَا قَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الزِّیَادَاتِ فِیْ فِدْیَۃِ الصَّلَاۃِ تُجْزِیْہِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ـــ

’’ہم نے احتیاطاً وجوب کا قول کیا، یعنی نہ قیاس اور دلالت سے کیوں کہ مثلاً عجز کا فدیے کے وجوب کے لیے سبب ہونا غیر یقینی ہے، اگر عجز علت بنے تو قیاس صحیح کی بنا پر نماز میں بھی فدیہ واجب ہوگا اور اگر علت نہ بنے تو فدیہ بہتر و مستحب اور گناہوں کو مٹانے والا ہوگا، لہٰذا وجوب ہی کے قول میں زیادہ احتیاط ہے اور اس کے قول کی قوی امید ہے، اسی لیے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے زیادات میں نماز کے فدیہ کے متعلق فرمایا، ان شاء اللہ اسے کافی ہوگا‘‘ ـــ

حاشیہ تلویح میں ہے:

اَمَّا اِذَا اَوْصَی الْمَیِّتُ فَبِالْاِتِّفَاقِ وَ اَمَّا فِیْمَا یَتَبَرَّعُ بِہِ الْوَارِثُ بِلَا اِیْصَاءٍ فَفِیْہِ اِخْتِلَافٌ، فَقِیْلَ لَا یَسْقُطُ (اِلٰی اَنْ قَالَ) وَ قِیْلَ یَسْقُطُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی کَمَا فِی الْاِیْصَاءِ لِاَنَّ دَلِیْلَ الْجَوَازِ الرَّجَاءُ اَیْ سَعَۃُ رَحْمَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ کَمَالُ کَرَمِہٖ سُبْحَانَہٗ وَ ذَالِکَ یَشْمَلُ الْاِیْصَاءَ وَ غَیْرَہٗ وَ فِی النَّوَازِلِ سُئِلَ اَبُوالْقَاسِمِ عَنِ امْرَأَۃٍ مَاتَتْ وَ قَدْ فَاتَتْھَا صَلَوَاتُ عَشَرَۃِ اَشْھُرٍ وَ لَمْ تَتْرُکْ مَالًا، قَالَ وَ لَوِ اسْتَقْرَضَ وَارِثُھَا فَقِیْرًا حِنْطَۃً وَ دَفَعَھَا مِسْکِیْنًا ثُمَّ یَھَبُھَا الْمِسْکِیْنُ لِبَعْضِ وَرَثَتِھَا ثُمَّ یَتَصَدَّقُ بِھَا عَلَی الْمِسْکِیْنِ فَلَمْ یَزَلْ یَفْعَلُ کَذَالِکَ حَتّٰی یَتِمَّ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ نِصْفُ صَاعٍ

يُجْزِئُ ذَالِكَ عَنْهَا كَذَا فِي التَّحْقِيقِ ——

''جب میت وصیت کر جائے تو اس میں اتفاق ہے اور جب وارث بلا وصیت اپنے طور پر فدیہ دیں تو اس میں اختلاف ہے، بعض نے کہا ساقط نہیں ہوتا اور بعض نے کہا ان شاء اللہ ساقط ہو جائے گا، جیسے کہ وصیت کی صورت میں، کیوں کہ دلیل جواز امید واثق اور اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ اور اس کا کمال کرم ہے اور یہ وصیت کرنے نہ کرنے دونوں صورتوں کو شامل ہے۔ نوازل میں ہے کہ ابوالقاسم سے ایک ایسی عورت میت کے متعلق سوال کیا گیا جس کی دس ماہ کی نمازیں رہ گئی تھیں اور اس نے کچھ مال نہیں چھوڑا، انہوں نے فرمایا کہ اگر میت کے وارث کسی فقیر سے گندم قرض لے کر کسی مسکین کو دیں، پھر وہ مسکین اس کے کسی وارث کو دے پھر وہ اسے مسکین پر صدقہ کرے، یہ معاملہ یہاں تک جاری رہے کہ ہر نماز کے لیے نصف صاع (گندم) ادا ہو جائے تو اس کی نمازوں کی طرف سے کافی ہو جائے گا''——

علامہ احمد بن محمد اسماعیل طحطاوی، متوفی ۱۲۳۱ھ، درمختار کی شرح میں فرماتے ہیں:

فَمَا يُفْعَلُ الْاٰنَ مِنْ تَدَاوُلِ الْحَاضِرِيْنَ وَكُلٌّ يَقُوْلُ لِلْاٰخَرِ وَهَبْتُ هٰذِهِ الدَّرَاهِمَ لِاِسْقَاطِ مَا عَلٰى ذِمَّةِ فُلَانٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَيَقْبَلُهُ الْاٰخَرُ صَحِيْحٌ —— [طحطاوی شرح درمختار، جلد ۱، صفحہ ۲۸۷]

''اب جو کفارہ اور فدیہ حاضرین کے درمیان پھیرا جاتا ہے اور ہر شخص دوسرے کو کہتا ہے، یہ رقم میں نے میت کے ذمہ سے نماز و روزہ کرنے کے لیے تمہیں دی اور دوسرا قبول کر لیتا ہے، صحیح ہے''——

درمختار میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ:

وَلَوْ لَمْ يَتْرُكْ مَالًا يَسْتَقْرِضُ وَارِثُهٗ نِصْفَ صَاعٍ ثُمَّ يَدْفَعُهُ الْفَقِيْرُ لِلْوَارِثِ ثُمَّ وَثُمَّ حَتّٰى يَتِمَّ ——

"اگر میت نے کچھ مال نہ چھوڑا تو وارث نصف صاع (گندم) قرض لے (کر فقیر کو دے) وہ فقیر وارث کو دے اور وارث فقیر کو حتی کہ مقدار پوری ہو جائے"۔۔۔

اسی طرح عالم گیری، جلد اوّل، ص ۱۰۰، طحطاوی علی مراقی الفلاح، صفحہ ۲۱۴، خلاصۃ الفتاویٰ وغیرہ میں ہے۔

حیلے میں قرآن مجید کا شامل کرنا بھی جائز ہے، اوّلاً اس لیے کہ حیلے کے جواز کی مدار دو چیزوں پر ہے، اوّل وسعت رحمت الٰہی اور کمال کرم، دوم اگر نمازوں کی طرف سے فدیہ قبول نہ ہوا تو صدقے کا ثواب مل ہی جائے گا، جب گندم اور نقد دینے سے قبولیت و مغفرت کی امید کی جاسکتی ہے تو قرآن مجید دینے سے یہ امید کیوں نہیں کی جاسکتی، آخر قرآن مجید بھی تو کاغذ و طباعت کے لحاظ سے مال متقوم ہے، بلکہ قرآن مجید دینے سے قبولیت اور مغفرت کی زیادہ امید ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ سے کسی نے عرض کیا کہ اسقاط کی حالت میں چند سیر گندم اور قرآن مجید دیا جاتا ہے، اس میں کل کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

ارشاد

"جتنی قیمت قرآن عظیم کی بازار میں ہے، اتنے کا کفارہ ادا ہو جائے گا"۔۔۔

[احکام شریعت، جلد سوم، صفحہ ۱۴۵، فتاویٰ رضویہ، صفحہ ۵۹۷، جلد ۴]

ثانیاً اس لیے کہ فقیہ جلیل امام الہدیٰ ابو اللیث سمرقندی، متوفی ۳۷۳ھ فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ عُمَرُ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ اجْعَلُوا الْقُرْاٰنَ وَسِيْلَةً لِنَجَاةِ الْمَوْتٰى فَتَحَلَّقُوْا وَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذَا الْمَيِّتِ بِحُرْمَةِ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَتَنَاوَلُوْا بِاَيْدِيْكُمْ مُتَنَاوِلَةً وَفَعَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِىْ آخِرِ الْخِلَافَةِ بِمِثْلِهٖ فِىْ

زمانه لامرأة ملقبة بحبيبة بنت عريد زوجة قلاب (وفي نسخة ملاب)

بجزء من القرآن من، ومالى الى عم يتساءلون، وشاع فعله في زمان

خلافة عثمان بانكار مروان ببغداد وقال الامام السمرقندي ثم

اشتهر في خلافة هارون الرشيد من غير انكار نكير دوران القرآن

حيلة الاسقاط فاصله ثابت عن عمر وان لم يذكر في الكتب المشهورة

من الاحاديث ولكنه مذكور في بعض الكتب من التواريخ بسند قوى——

''ہمیں عباس بن سفیان نے ابن عون سے روایت کی، انہوں نے محمد سے، انہوں نے عبداللہ سے، انہوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے ایمان والو! تم قرآن کو مُردوں کی نجات کا وسیلہ بناؤ، لہٰذا دائرہ بنا کر عرض کرو، اے اللہ تعالیٰ اس میت کو قرآن شریف کے صدقے بخش دے، اور یکے بعد دیگرے قرآن مجید لیتے جاؤ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آخر خلافت میں اسی طرح قلاب کی زوجہ حبیبہ بنت عرید کے لیے قرآن کے ایک حصے ''ومالی'' سے عم یتساءلون تک دور کروایا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں مروان کے انکار پر بغداد میں یہ طریقہ شائع ہوا، امام سمرقندی کہتے ہیں کہ ہارون الرشید کے دور خلافت میں بغیر کسی انکار کے حیلہ اسقاط کے لیے قرآن مجید پھیرنا رائج ہوا، اس کا اصل حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ اگرچہ حدیث کی مشہور کتب میں مذکور نہیں لیکن تاریخ کی بعض کتب میں قوی سند کے ساتھ مذکور ہے''---

چناں چہ صاحب فتوح نے اور دو سندوں سے یہی روایت ذکر کی ہے۔ فتاوی سمرقندی بحوالہ ''راہ سنت'' اور درۃ البررۃ میں امام محمد رضی اللہ عنہ کی کتاب الحیل سے منقول ہے۔

قال الامام محمد اسهل طريقته ان يبيع الوارث على الفقير

مصحفا صحيحا قابلا للقراءة بثمن فاحش ثم يهب الفقير له ثم ثم

حَتّٰی یَسْتَتِمَّ لَعَلَّ اللّٰہَ یَجْعَلُہٗ فِدْیَۃً فِی مُقَابَلَۃِ الصَّوْمِ وَ الزَّکٰوۃِ وَالْمَنْذُوْرَاتِ---[بحوالہ راہ سنت]

"امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حیلہ اسقاط کا آسان طریقہ یہ ہے کہ وارث ایک صحیح قرآن مجید پڑھنے کے قابل کسی فقیر کے پاس بیش قیمت پر فروخت کر دے پھر فقیر وارث کو ہبہ کر دے، یہ سلسلہ یہاں تک ہو کہ میت کے فرائض کے کفارے کی مقدار پوری ہو جائے، ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ میت کی نمازوں، روزوں اور نذور کا فدیہ بنا دے"---

یہی وہ عبارت ہے، جس کی بنا پر مخالفین نے یہاں تک کہہ دیا کہ کتاب الحیل حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ہی کی نہیں۔ اس کی تحقیق مذکور ہو چکی ہے۔

چالیس حدیثیں

درود شریف

① حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو بندہ مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرے گا اور اس کے دس گناہ معاف ہوں گے اور اس کے دس درجے بلند ہوں گے۔ [نسائی شریف]

② ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ تعداد میں درود شریف پڑھے گا۔ [ترمذی شریف]

③ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بڑا کنجوس وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔ [ترمذی شریف]

④ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، (بندے کی) دعا آسمان و زمین کے درمیان رکی رہتی ہے اس سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی حتی کہ تم اپنے نبی پر درود بھیجو۔ [ترمذی شریف]

⑤ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص مجھ پر درود شریف پڑھے گا میں قیامت کے دن اس کا سفارشی بنوں گا۔

مریض کی بیمار پرسی

① حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی بیمار پرسی کرو اور بے گناہ قیدیوں کو نجات دلاؤ۔ [بخاری شریف]

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، مسلمان کے مسلمان پر حق ہیں، سلام کا جواب دینا، مریض کی بیمار پرسی کرنا، جنازوں پر جانا، دعوت قبول کرنا اور چھینک والے کی چھینک کا جواب دینا۔ [مسلم شریف]

③ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بے شک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو جنت کے باغ میں رہتا ہے، جب تک کہ واپس نہ لوٹ آئے۔ [مسلم شریف]

④ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ جس کے لیے نیکی کا ارادہ کرتا ہے، اسے تکلیف و مصیبت میں ڈالتا ہے۔ [بخاری شریف]

⑤ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو شدید درد و تکلیف کی حالت میں نہیں دیکھا۔ [مسلم شریف]

تسبیح و تحمید

① سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، افضل کلمات چار ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ --- [مسلم شریف]

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا، جو صبح و شام کے وقت سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سو بار پڑھ لیا کرے تو قیامت کے دن کوئی شخص اس سے بہتر عمل نہ لائے گا اس کے سوا جو اس طرح یا اس سے زیادہ پڑھا کرے۔ [بخاری شریف]

③ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں، ترازو میں بھارے ہیں، رحمٰن کو پیارے ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ --- [بخاری شریف]

④ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، حمد شکر کا سر ہے، جس بندے نے خدا کی حمد نہ کی، اس نے رب کا شکر ہی نہ کیا۔ [ابن ماجہ شریف]

⑤ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا، کون سا کلام افضل ہے؟ فرمایا، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے منتخب فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ --- [مسلم شریف]

توبہ کرنا اور بخشش مانگنا

① حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول فرماتا ہے، غرغرہ سے پہلے۔

② حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی پاک ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نیک بندے کے جنت میں درجے بلند فرماتا ہے، تو بندہ عرض کرتا ہے، الٰہی! مجھے یہ بلندی درجہ کہاں سے ملی؟ رب تعالیٰ فرماتا ہے، تیرے بچے کے تیرے لیے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے۔ [احمد شریف]

③ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس کے لیے بہت خوبیاں ہیں جو اپنے نامہ اعمال میں بہت استغفار پائے۔

④ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ یوں عرض کرتے تھے، الٰہی! مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو نیکیاں کریں اور خوش ہو جائیں اور گناہ کریں تو معافی مانگ لیں۔ [ابن ماجہ شریف]

⑤ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا، گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا گناہ تھا ہی نہیں۔ --- [ابن ماجہ شریف]

ذِکر

① حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا، تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ [بخاری شریف]

② حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا، اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، شیطان ایسے گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورہ بقرہ پڑھی جائے۔ [مسلم شریف]

③ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں ایسی ہیں جو انہیں رات میں پڑھے تو اسے کافی ہیں۔ [بخاری شریف]

④ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا، دل ایسے زنگ آلودہ ہوتے رہتے ہیں جیسے لوہا پانی لگنے سے زنگ آلودہ ہو جاتا ہے، عرض کیا گیا، یارسول اللہ! ان دلوں کا صیقل کیا ہے؟ فرمایا، موت کی زیادہ یاد اور قرآن کریم کی تلاوت۔ [مشکوۃ شریف]

⑤ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس کے سینے میں قرآن نہیں، وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ [ترمذی شریف]

ذکر کے بارے میں

① حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اس شخص کا حال جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا زندہ انسان اور مردہ انسان کی طرح ہے۔ [بخاری شریف]

② حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا، جب تم لوگ جنت کے باغوں سے گزرو تو ان میں سے کھالیا کرو، صحابہ نے عرض کیا، جنت کے باغ کیا چیزیں ہیں؟ فرمایا، ذکر الٰہی کے حلقے۔ [ترمذی شریف]

③ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا، شیطان آدم کے بیٹے کے دل میں بیٹھا رہتا ہے اور اس سے چمٹا رہتا ہے، جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان دل سے جدا ہو جاتا ہے اور جب وہ ذکر سے غافل ہوتا ہے تو فوراً وسوسہ اندازی شروع کر دیتا ہے۔ [بخاری شریف]

④ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ میں اپنے بندوں کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے، جب کہ اس کے دونوں ہونٹ حرکت کررہے ہوتے ہیں۔ [بخاری شریف]

⑤ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کے ذکر کے بغیر زیادہ باتیں نہ کرو، اس لیے کہ ذکر الٰہی کے بغیر بولتے رہنا دل کو سخت کرتا ہے اور بے شک لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ سے زیادہ دور وہ دل ہے جو سخت ہو یعنی اللہ کے ذکر سے خالی ہو۔ [ترمذی شریف]

تجارت

① حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سچائی کے ساتھ معاملہ کرنے والا امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں اور شہید صدیقوں کے ساتھ ہوگا۔ [ترمذی شریف]

② حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس شخص پر اللہ رحم فرماتا ہے جو نرمی اور خوش اخلاقی برتتا ہے، خریدنے اور بیچنے میں اور اپنے قرض کا تقاضا کرنے میں۔

[بخاری شریف]

③ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے مال کو بیچنے میں کثرت سے قسمیں کھانے سے بچو، یہ چیز (وقتی طور پر) تجارت کو فروغ دیتی ہے لیکن آخر کار برکت کو ختم کردیتی ہیں۔ [مسلم شریف]

④ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے احتکار کیا تو وہ گنہگار ہے (احتکار کا معنی ہے ضرورت کی اشیاء کو روک لینا، بازار میں نہ لانا، قیمتوں کے خوب چڑھنے کا انتظار کرنا)۔

[مشکوٰۃ شریف]

⑤ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اشیاء ضرورت کو نہیں روکتا بلکہ وقت پر بازار میں لاتا ہے تو وہ اللہ کی رحمت کا مستحق ہے اور اسے اللہ رزق دے گا اور وہ شخص جو احتکار کرتا ہے وہ لعنت کا مستحق ہے۔ [ابن ماجہ شریف]

دعا

① حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دعا عبادت کا مغز ہے۔ [ترمذی شریف]

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔ [ترمذی شریف]

③ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تین دعائیں بلاشبہ قبول ہیں، باپ کی دعا، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔ [ابوداؤد شریف]

④ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دعا نازل شدہ آفت میں بھی نافع ہے اور اس بلا میں بھی جو نہ اتری ہو، تو اے اللہ کے بندو! دعا کو مضبوط پکڑو۔ [ترمذی شریف]

⑤ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کہ اللہ تعالیٰ مانگنے والے کو پسند فرماتا ہے اور بہترین عبادت کشائش کا انتظار ہے۔ [ترمذی شریف]

✿✿✿✿✿

بہاء الدین زکریا لائبریری

کی شائع کردہ دیگر کتب

① اشاریہ ضیائے حرم

عابد حسین شاہ پیرزادہ، سال اشاعت ۱۹۹۷ء، صفحات ۳۳۲

② ضلع چکوال میں آباد ایک خاندان تاریخ کے آئینہ میں

عابد حسین شاہ پیرزادہ، سال اشاعت ۱۹۹۷ء، صفحات ۱۴

③ فضیلة الشيخ محمد علی مراد رحمۃ اللہ علیہ

عبدالحق انصاری، سال اشاعت ۲۰۰۱ء، صفحات ۲۹

④ علماء مکہ مکرمہ کے حالات پر عربی کتب ۱۳۰۰ھ-۱۴۲۲ھ

عبدالحق انصاری، سال اشاعت ۲۰۰۲ء، صفحات ۶۴

⑤ مکہ مکرمہ کے عجیمی علماء

عبدالحق انصاری، سال اشاعت ۲۰۰۳ء، صفحات ۱۴۴

⑥ تاریخ الدولة المكية

عبدالحق انصاری، سال اشاعت ۲۰۰۶ء، صفحات ۲۴۰

پتا

بہاء الدین زکریا لائبریری

چھونبی (CHHUNBI) تحصیل چوآسیدن شاہ، ضلع چکوال اسلامی جمہوریہ پاکستان، پوسٹ کوڈ ۴۸۳۲۱